# مذاہب عالم

## دیانۂ جزائر کالیڈونیا الجدیدۃ و جزائر سلیمان

نیو جزائر کالیڈونیا بحر اوقیانوس میں اسٹریلیا سے مشرق کی طرف ہیں جنکو مسٹر کوکنے سنہ ۱۷۷۴ء میں دریافت کیا تہا ان جزائر میں آجکل فرانسیسی آباد ہیں اور جزائر سلیمان جزائر کالیڈونیا سے شمال کی طرف واقع ہیں باشندگان کالیڈونیا کی زبان میں معبود کو اس لفظ سے پکارتے ہیں جسکے معنے الاموات یعنے مردون کے ہیں جب ان کا کوئی رئیس وامیر مر جاوے تو اس کے لئے دعائیں کرتے اور پہر ناچتے اور گاتے ہیں۔

باشندگان این قوم کا اعتقاد ہے کہ جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس جزیرے سے مغرب کی طرف اڑ جاتی ہے اور سمندر میں تیرتی ہوئی ایک مقام پر جا پہنچتی ہے جس میں ارواح کا مسکن ہے جا ٹہہرتی ہے اون کا اعتقاد ہے کہ اوس مقام میں نیک اور بد ارواح اکٹہی ہوتی ہیں اور نیک ارواح کو وہاں لذیذ کہانے ملتے ہیں۔

باشندگان کالیڈونیا کے اعتقاد میں آنکہون کا معبود الگ ہے اوس کے لئے ورد اور وظیفے پڑہتے ہیں تاکہ وہ انکی آنکہون کو توانائی و طاقت بخشے کہ وہ دشمن کی تیر تفنگ جوان کی طرف چلائے جاتے ہیں ان کو دیکہ کر اپنے آپ کو بچا سکیں اون کے نزدیک کانون کا معبود الگ ہے جس سے وہ دشمن کی خبر طلب کرتے ہیں۔ باشندگان تانا کا اعتقاد ہے کہ ایک خالق امراض و آفات ہے۔

جب اون کا کوئی آدمی بیمار ہو جاوے تو دریائی گہونگے کی کرنائی بجاتے اور اس کو خالق امراض و وبا کا ورد و وظیفہ جانتے ہیں۔ اور اس کے آگے دعائیں کرتے ہیں کہ بیمار کا باقی طعام نہ جلادے کیونکہ اون کا اعتقاد ہے کہ مریض کا باقی طعام و روزی جو اس نے آئندہ زندگی میں کہانا ہے خالق امراض کے جلا دینے سے بیمار مرتا ہے۔

اہل کالیڈونیا کاہنون کی بڑی تعظیم و تکریم اور ان کی پوجا کرتے ہیں اون کا اعتقاد ہے کہ کاہن بارش برسا سکتے ہیں ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا کاہن مقرر رہتا ہے اور ان سب پر ایک بڑا کاہن ٹہہرایا رہتا ہے۔

باشندگان تانا بعض درختوں اور پتہرون کی پوجا کرتے ہیں اور بتون کی پوجا کی رسم اونہیں بالکل کوئی نہیں بلکہ بت و تماثیل وغیرہ کا اونہیں نام تک کوئی نہیں جانتا۔

لیکن باشندگان جزائر تلیکو و جزائر سیبر ڈریکا کوئی گہر بتون سے خالی نہیں یہان تک کہ ایک گہر میں تین سو بت تک تعداد میں بنائے ہوئے اور ان کو مردون کے لباس پہنائے پائے جاتے ہیں

کاہنون اور جادو و سحر والون پر بڑا انکا اعتقاد رکہتے ہیں اون کا اعتقاد ہے کہ ٹہاکرون نے یہ جزائر فتح کرکے اونہیں مرد و عورات پیدا کر دیئے ہیں کالیڈونیا میں مسٹر کوکنے ایک قبر دیکہی جسکے گرد اگرد دائرے اور برچہیان اور تیر زمین میں گاڑے ہوئے تہے پوچہنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی بڑے آدمی یعنی امیر و رئیس کی قبر ہے مسٹر ترنر بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مردہ کو سب لباس اور سیب کے کنگن و کڑے پہناتے ہیں اور مردہ کی انگلیان بطور یادگار کاٹ لیتے ہیں۔ قبر میں چٹائی بچہا کر اوس کا سارا جسم سر کے سوا دفن کر دیتے ہیں پہر دس دن کے بعد اوس کا سر جسم سے الگ کرکے اس کے دانت نکالکر مردہ کی طرف سے یادگار کے طور پر رکہ لیتے ہیں۔ باشندگان جزائر سلیمان ارواح مردہ کی بہت عزت کرتے ہیں اون کا اعتقاد ہے کہ عام لوگون کی روحیں کسی دوسرے جزیرہ میں جاکر حیران و پریشان بہٹکتی رہتی ہیں اور کاہنون و رئیسون کی ارواح اپنے خویش و اقربا ہی میں رہتے ہیں اور مصائب و تکالیف میں اون کی امداد کرتے اور ان کی حاجتیں ادا کرتے ہیں وہ جادو سے ہونے والے آدمیون کو بڑا مانتے ہیں مختلف گروہ انسانی کے ..... ان اعتقادات سے ہی **فوق کل ذی علم علیم** کا سبق ملتا ہے جو از روئے فطرت تسلسلاً ایک فوق الکل طاقت قادر مطلق تک جا کر خیال منتہی ہو جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

---

سلطان المعظم سلطان روم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ ریلوے لائن کا کام مدینہ منورہ سے ہی شروع کیا جاوے اور اس کو جلدی ریلوے لائن شام سے ملحق کیا جاوے لسان الحال روزانہ مورخہ ۶ رجمادی الثانی۔ بیروت۔

واذا العشار عطلت جو قرآن کریم میں ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا جو حدیث میں پیشگوئی کی گئی تہی۔ اسکے متعلق اب دیکہو مسیح موعود کی تصدیق کیلئے خداوند تعالےٰ کس زور سے انسانون سے کام لے رہا ہے

اب پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ مسیح موعود ہی کے زمانہ میں مکہ و مدینہ میں ریل کا کام جاری ہوگا۔ اور اس کی زندگی میں یہ کام ملک حجاز میں مکمل ہو جائیگا۔ اب اس کے بعد آسمان سے اترنے والے کا انتظار عبث ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

---

# جنگ کی تخلف

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

## باب پنجم

ہماری عیسائی دنیا اور ہمارے زمانہ کے لوگ اس شخص کی طرح ہیں جو راستی سے گمراہ ہوکر جقدر آگے نکلتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنی گمراہی کا زیادہ تر علم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر اسکے شکوک و شبہات بڑہتے جاتے ہیں۔ اسیقدر مایوسی سے جلد تر پیشقدمی کرتا ہے کہ جلد کہیں جلد کسی ٹہکانے لگے۔ مگر آخر کار ایک وقت آجاتا ہے۔ جبکہ اس کو صاف دکہائی دینے لگتا ہے کہ جس راستے سے یہ گذر رہا ہے اس کو بے انتہائی و دق میدانون اور ریگستانون کو لیجا رہا ہے۔ اندنون یہی حال عیسائی زندگی کا ہے اور اسمیں مطلق شک نہیں رہا کہ اگر ہمارا یہی حال رہے اور اپنی پرائیویٹ زندگی میں صرف اپنی اور اپنی سلطنت کی بہبودی کی فکر کریں۔ اور اس بہبودی کو بزور قائم رکہنا چاہیں۔ تو لا محالہ ایک سلطنت سے دوسری سلطنت پر جبر و تشدد کرائیں گے اور اپنے آپ کو زیادہ تر تباہ اور خستہ حال کرتے جائیں گے اور اپنی پیداوار کا بڑا حصہ جنگی بیڑے کا صدقہ کرینگے۔ اور جنگون میں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے سے زیادہ تر بداخلاق اور غیر مہذب ہوتے جائیں گے۔

اگر ہم اپنی زندگی کو تبدیل نہیں کرینگے تو یقیناً ہماری یہی حالت ہوگی جو اوپر بیان کیگئی ہے جس عالم گمراہی اور تاریکی میں ہم پڑے ہوئے ہیں یہ ہمیں نظر آنے لگ گیا ہے اور سادہ لوح احمد ضرور دیکہ سکتے ہیں کہ اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ پر زیادہ سے زیادہ تر مسلح کرنے سے اور ایک دوسرے کو جنگ میں ذبح کرنے سے ہم ایک ہی تنکے عنکبوت ثابت ہونگے جنکو ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے بغیر دنیا میں کوئی دوسرا کام ہی نہیں۔

کوئی سچا سنجیدہ فہمیدہ اور عقلمند شخص اس خیال سے اپنی تسکین نہیں کر سکتا کہ ہمیشہ طاقت کے میزان کو ہم قایم رکہنے سے اصلاح کیجانی ممکن ہے جیسا کہ کسی زمانہ میں اہل روما نیہ یا چارلس اعظم یا نپولین یا مقدس پوپ نے یا اشخاص مثلاً نے خیال کیا تہا۔

بالعموم ایک ہی ایسی سلطنت یا پبلک کا قایم کرنا ناممکن ہے جسمیں سب یورپین سلطنتیں شامل ہو جائیں۔ کیونکہ ان کی مختلف قومیں ان کو کبہی ایک ہونے نہیں دینگی۔ کیا مختلف قومون کی نا چاقیون کے باہمی تصفیہ کیواسطے انٹرنیشنل عدالت کا قایم کرنا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ قوم اس عدالت کے فیصلہ کو کسطرح منظور کریگی جسکے پاس لکہو کہا جوانون کی جمعیت کا گہمنڈ ہو۔ ایسے لوگون کو غیر مسلح کرنا تو کسی سلطنت کو پسندیدہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسکا آغاز کریگی بلکہ یہ سلطنتیں ایک دوسرے سے بڑہکر مہلک اسلحہ تیار کرنے میں معروف رہینگی غبارے اور تیز لیسے گولے ایجاد کئے جائینگے جنکی زہریلی ہوائیں جس دم سے لوگون کی جانیں لین اور یہ گولے و شتونکی سپاہ پر آسمان کی جانب سے بذریعہ غبارون کے برسائے جائینگے۔ اور پہر جو ایک قوم کے پاس موجود ہوگا۔ وہ دوسری قومون کو بہی بہم پہونچانا پڑیگا۔ اور ان کی یہی کوشش ہوگی کہ مہلک اسلحہ کی ایجاد کے میدان میں ایک دوسرے سے بڑہکر سبقت لیجائیں تاکہ دنیا کی تاریخ کے صفحون پر ان کا نام زیادہ تر روشن رہے۔

ایم توراولیف اور پروفیسر مارٹنز کی اسپیچین سب سے بڑہکر جناب جاپان کو ہیگ کی کانفرنس متعلقہ امن کے متعلق ظاہر کر رہی ہیں اور ان سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کہان تک اپنی خیالات کو بذریعہ اسپیچون کے ظاہر کر سکتے ہیں اور انہیں جہوٹی منطق کو کسقدر دخل ہے۔ خیال اور اسپیچ سے انسانی مستعدی کی ہدایت کا کام نہیں لیا جاتا۔ بلا اس جنگ کی مستعدی کو خواہ یہ کیسی ہی مذموم اور مبتذل ہو جائز ٹہہرانے کی سعی کیجاتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ بوئیر اور موجودہ جنگ جاپان نے اس بات کو یہان تک ثابت کر دیا ہے کہ اسمیں شک کرنے کی مطلق گنجایش نہیں رہی جنگ کو مسدود کرنے کے تمام ملٹری سامان اسوقت ایسا ہی اثر رکہتے ہیں جیسا کہ دوڑنے والے گہوڑون کو سمجہایا جاوے کہ آپس میں بجائے لڑائی کرنے کے گوشت کا ٹکڑہ تقسیم کرلیں۔ ورنہ یہ ٹکڑہ تو پاس گذرنے والا کتا مفت اوڑا لیجائیگا۔ اور یہ اسیر لڑتے ہی رہجائینگے۔ پس ہم اندہا دہند آگے بڑہتے جاتے ہیں۔ ہرگز ٹہہرتے نہیں سکتے اور انتہا کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر ایک عقلمند موجودہ انسانی پوزیشن پر غور کر سکیگا کہ اس کا بدی انجام کیا۔ تو اس کو اس پوزیشن سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آئیگا جو بلاشبہ تباہی اور غارت تک لیجاتا ہے پس سیاسی معمون کو چہوڑ کر جو زیادہ تر پیچیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ ان مختلف ممالک کے باہمی ارتباط جو اپنے آپ کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح کرنے میں معروف ہیں اور ہر وقت

بلکہ گویا سے تیار ہیں۔ صاف بتا رہی ہیں کہ جو انسان مہذب کہلاتے ہیں کس تباہی اور بربادی کی سڑک پر رواں ہیں۔

## باب ششم

دو ہزار سال گذرے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے اور پھر حضرت عیسیٰ مسیح نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اب وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ سو توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ (مارک کی انجیل باب ۱ آیت ۱۵) اگر اپنی حالت نہیں سوچو گے تو تم سب تباہ ہو جاؤ گے (لوقا باب ۱۳ آیت ۵)

لیکن لوگوں نے اپنے کانوں کو ان کی باتوں سے آشنا نہ کیا۔ اور جس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر افسوس ہم اس سے بیخبر ہیں۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنی نجات کے ذریعوں کو نظر انداز کرنا نہیں چاہئے۔ ہمیں ضرور دیکھنا چاہئے کہ کئی وباؤں کے علاوہ جو ہماری مبتذل زندگی پر نازل ہو رہی ہیں پہلے صرف ملٹری تیاریاں اور ان کے بعد جنگ ہمیں ضرور تباہ کریں گی اور ان سے بچنے کے جو وسائل انسانوں نے ایجاد کئے ہیں بالکل غیر موثر ثابت ہوں گے کیونکہ قوموں کا ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح ہونا ہرگز نہیں ختم ہو سکیگا۔ لہذا حضرت عیسیٰ مسیح کے مشار الیہ احکام ہیں اور پیشگوئی کرنے والوں کو بھی ہمارا زمانہ اس وقت مدنظر تھا عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ اپنی بات سوچو۔ یعنی ہر ایک شخص نے جو کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر کے اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں کون ہوں؟ اور ان سوالوں کا جواب دیکر فیصلہ کرے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں یہ میری آخری منزل مقصود کے موزوں ہے؟ ہماری دنیا اور ہمارے زمانہ کے ہر ایک شخص کو جو عیسوی کی تعلیم سے مس رکھتا ہو مناسب ہے کہ ایک لمحہ کیلئے اپنی مستعدی کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی منصب کو خواہ وہ بادشاہ یا وزیر یا سپاہی۔ اخبار نویس وغیرہ کا ہو بالائے طاق رکھے اور اپنے آپ سے دریافت کرے کہ میں کون ہوں؟ اور میری آخری منزل کیا ہے؟ اس کو بالیقین یہی جواب ملیگا کہ میں کسی بالاتر طاقت سے دنیا میں بھیجا گیا ہوں جس کے زمانہ کی کوئی انتہا نہیں اور کچھ عرصہ یہاں ٹھہر کر مر جاؤں گا یعنے یہاں سے نابود ہو جاؤنگا اور جو ذاتی سوشل اور دنیاوی انسانی خواہشات میرے پیش نظر ہیں۔ یا لوگوں نے میرے گلے منڈھے ہیں۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ "دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ" لہذا میری یہ تمام ہوسیں میری زندگی کے اس مدعا کی تابع ہونی چاہئیں جسکو بجا لانے کیواسطے میں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ میرا آخری مدعا۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ناقابل الحصول تو ہے۔ تاہم اس مدعا کی ہستی میں کچھ شک نہیں۔ اور میرا سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ میں ان کے حصول کا آلہ بنوں یعنے دنیا میں میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے خدا کے کام میں مصروف ہو جاؤں اور اس کے کام کو پورا کروں" اپنی منزل مقصود کو سمجھنے کے بعد ہماری دنیا اور زمانہ کے ہر ایک شخص کو خواہ وہ بادشاہ یا سپاہی ہو ضرور ان فرائض سے اغماض کرنا پڑیگا جو اس نے اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوں یا دیگر لوگوں کی جانب سے اس پر لاحق کئے گئے ہوں۔

بادشاہ کو ہمیشہ کہنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ میں نے سلطنت کی نسبت فرائض کا بار اپنے سر پر لیا۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی اس بات کو پورا کرنے کا معاہدہ کیا ہے جسکی مجھے دنیا میں بھیجنے والی طاقت متقاضی ہے۔ میں ان تقاضوں کو صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں خوب محسوس کرتا ہوں۔ یہ قانون عیسوی میں پائے جاتے ہیں جس پر میرا ایمان ہے۔ یعنے مجھے اسکی مرضی پر متوکل ہو کر وہی فرائض ادا کرنے چاہئیں جن کا مجھ سے تقاضا کیا جاتا تھا۔ مجھے اپنے پڑوسی سے پیار کرنا چاہئے جس سے مجھ سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسکی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے جو میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ کریں مگر سوال یہ ہے کہ کیا میں اس پر عمل کرتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں پر حکومت کرتا ہوں۔ اور جبر و تشدد کرنا میرا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر جنگوں میں شریک ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا چاہئے۔ مگر خداوند کا فرمان ہے کہ مجھے اس کے بالکل برعکس کرنا لازم ہے۔ لہذا بیشک میرے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے مجھے ٹیکسوں کی وصولی وغیرہ میں جبر کرنے اور سب سے بڑھکر جنگ چھیڑنی چاہئے جنہیں اپنے پڑوسیوں کو ہلاک کرنا پڑے۔ مگر مجھے ہرگز اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہی جواب دینا چاہئے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا کروں گا"

سپاہی کو بھی اپنے سوالوں کا یہی جواب دینا چاہئے جس کو لوگوں نے ہلاک کرنیکا سبق دیا گیا ہے اور وزیر کو بھی جس نے جنگ کی تیاری کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور اخبار نویس کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے جو جنگ کیواسطے ابھارتا ہو۔ اسیطرح وہ بے امید پوزیشن خود بخود تباہ ہو جاویگی جو لوگوں نے نہ صرف بلحاظ جنگ اختیار کی ہوئی ہے بلکہ تمام دیگر آفات کے خیال سے بھی "گر ... خورش آمدی پیش" کا مصداق ہو رہی ہے گو یہ کیسی ہی عجیب بات معلوم ہو۔ تاہم اسمیں شک نہیں کہ جو آفات انسانوں پر اپنی کرتوتوں سے نازل ہوئی ہیں ان سے نجات پانے کا صرف یہی ڈھنگ ہے جس کے واسطے کوئی بیرونی دباؤ درکار نہیں۔ بلکہ اندرونی طاقتیں کام دیتی ہیں۔ اور قریباً ایکہزار نوسو سال گذرے ہیں کہ یہ طریق حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا تھا یعنے ہر ایک انسان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ وہ میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہئے؟"

## باب ہفتم

ہمارے زمانے کے لوگوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کا کوئی مذہب نہیں جس سے ان کی ہدایات اور رہنمائی ہو سکے۔ یہاں میری اس مذہب سے مراد ہے جو انسان اور خدا کے مابین تعلق پیدا کرے اور اسے تمام انسانی مستعدی کو علی العموم اعلیٰ برتر ہدایت مل سکے۔ جس کے بغیر لوگ حیوانوں کے سطح پر آ رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی فروتر جا رہے ہیں۔ یہ برباد کرنیوالی بلا جو ہمارے زمانہ میں ایک خاص طاقت سے نمودار ہوگئی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کے واسطے کوئی معقول سبیل نہیں رہی۔ اور انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو صنعتی دریافتوں اور ترقیات پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے اور قدرت کی طاقتوں کی جانچ میں لگ گئے ہیں اور کوئی معقول بالاتر طاقت ان کی ہدایت کے واسطے نہیں رہی۔ اس لئے ان کی کوششوں سے ان کی حیوانی خواہشیں پوری ہونے لگی ہیں مذہب سے محروم ہو کر وہ لوگ جن کو قدرت کی طاقتوں پر بہت بھاری اقتدار حاصل تھا محض بچے رہ گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں بارود یا گیس کے کھلونے دیئے گئے ہیں ہمارے زمانہ کے لوگوں کو جو طاقت حاصل ہے اور جسطرح یہ اس کو خرچ کر رہے ہیں اگر ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اخلاقی ترقی کے لحاظ سے ان کو ریلوں۔ جہازوں۔ فوٹو گرافی وغیرہ کے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہاں اور صرف لوہا اور فولاد کی دستکاری کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ جس سے یہ اپنی بری خواہشوں اور دل لگیوں کو اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی ہوسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

تب زندگی کی ان تمام ترقیوں۔ اور اس طاقت کو جو انسان نے پیدا کرلی ہے اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو صفحہ روزگار سے نیست و نابود کر دینگے؟ یا اسکیواسطے کیا کرنا چاہئے؟ یہ طاقت جو لوگوں نے پیدا کرلی ہے۔ خواہ یہ کیسی ہی بری طرح استعمال کیجاتی ہو۔ چند یوں میں قوموں کے جو اجتماع قائم ہو گئے ہیں ان کو تبدیل کرنا اور انہیں نئی زندگی دینا لازمی ہو گیا ہے۔ پس ایسے سررشتے قائم کرنیکیواسطے جن سے محدود سے چند لوگ بڑی تعداد کو لوٹ کھانے سے رک جائیں اور علم کو پھیلائیں۔ سرگرمی سے کوشش کیگئی ہے اور اب بھی کیجا رہی ہے۔ سلطنتوں کی حدود تبدیل ہوئی ہیں۔ ملکی سررشتے بدل گئے ہیں اور علم کو فروغ ہو گیا ہے مگر باوجود خلط ملط ہونے اور ملکی سررشتوں کے جدید انتظام اور علم کو فروغ ہونے کے انسان وہی حیوانی کے حیوان رہ گئے ہیں۔ جو ہر وقت ایک دوسرے کو پھاڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اور بدستور بری خواہشوں کے غلام ہیں۔ اور جبتک کہ انہیں مذہبی ہدایت نہیں ملتی بلکہ نفسانیت اور اپنی پرانی شہوری اور بیرونی دباؤ کے تابع ہیں۔ ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں۔ یا تو اس کو غلام ہو کر رہنا چاہئے۔ یا خدا کی خدمت کرنا چاہئے اور اس کے واسطے نجات کا یہی نسخہ ہے کہ اپنی مرضی کو خدا کے تابع کرکے اور یہی ورد زبان رکھے کہ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" جو شخص مذہب سے محروم ہو کر اپنی اور دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے تابع ہو گیا۔ پھر کبھی حیوانوں یا غلاموں کے زمرہ سے نہیں نکل سکتا کیونکہ صرف مذہبی پابندیاں ہی اس کو اس مبتذل حالت سے نکال سکتی ہیں۔ جن کو یہ خیرباد کہہ چکا ہے۔ (باقی وارد)

## ولیعہد جاپان کی شاہانہ عنایت

ولیعہد جاپان کا نام یوشی ہیتو ہے کہتے ہیں کہ وہ فقرا اور مساکین پر بڑی مہربانیاں کرتے ہیں مساکین و یتیموں کو دوست رکھتے اور بیوہ و یتیموں پر دلسوزی کرتے ہیں وہ اب تک اپنے شہر سے کبھی باہر نہیں نکلے اور باوجود اس کے اکثر ملکوں کے احوال اور ان ملکوں کے باشندوں کی عادات و اخلاق سے واقف ہیں انکی زوجہ کا نام شاہزادی کوجو ہے جو شاہی خاندان سے ہے اور جس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں ولیعہد جاپان کے حسن اخلاق میں ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ ایک دن وہ پیاشی کے قریب بطور تفریح طبع گشت کر رہے تھے راستہ میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اس بڑھیا کا عصا گم گیا تھا جس کے سہارے وہ چلتی پھرتی تھی اور بغیر عصا کے چل نہیں سکتی تھی جب ولیعہد کو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنا قیمتی عصا اسکو دیدیا۔ بڑھیا نے بڑی خوشی سے عصا لے لیا اور بڑھیا نے درخواست کی کہ اپنے نام و مقام سے مجھے اطلاع دیجئے تاکہ میں اپنے گھر پر ہو کر آپ کی لاٹھی آپکو بھجوا دوں۔ شاہزادہ نے کہا کہ میرا نام شاہزادہ یوشی ہیتو ہے اور میرا مقام ... محل ہے اور یہ لاٹھی تم کو ولیعہد جاپان کی جانب سے بطور یادگار عطا کیگئی ہے بڑھیا نے خم ہو کر شاہزادہ کے قدم چومنے چاہے

شاہزادہ نے بڑے لطف اور مہربانی سے قدم چومنے سے منع کیا اور تبسم کناں چلے گئے۔ اور آپ کی زبان حال باواز بلند پکار رہی تھی ازرع جمیلا ولو زرعا فی غیر موضعہ۔ فلا یضیع جمیل اینما زرع۔ یعنی جہاں ...

# لاہور اور انسداد طاعون کی تجاویز

اس ضلع اور شہر کی خوش قسمتی ہے کیا کلام ہے کہ جہاں کا حاکم اعلےٰ اپنی رعایا کی بہبود اور بھلائی میں شب و روز مصروف ہو شہر لاہور اور اس کا ضلع بھی ایسا ہی خوش قسمت ہے جہاں جناب سی جی ہیلی فیکس ۔ سی۔ ایس۔ ای صاحب بہادر رعایا پرور خیر خواہ رعایا ڈپٹی کمشنر ہے۔ صاحب موصوف کی دور بین نگاہ طاعون کے ان شدید حملوں کو مشاہدہ کر رہی ہے جو اگر خدانخواستہ لاہور پر ہوئے تو گورنمنٹ اور رعایا کو خطرناک گھبراہٹ میں ڈالدیں گے۔ اسلئے صاحب موصوف ایک عرصہ سے ان تجاویز اور تدابیر میں مصروف ہیں جو بظاہر اسباب ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے میں حفظ ماتقدم کے طور پر مفید ہیں۔ صاحب موصوف نے باشندگان شہر کو مختلف طریقوں اور صورتوں سے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن یہ شہر کی بدقسمتی ہوگی اور اس کے ذمہ دار وہ اہل الرائے ہونگے جو اپنی سوسائٹی میں معزز اور بارسوخ ہیں اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا یا ان کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کی سعی نہ کی گئی۔ اس لئے لاہور کے ہر سمجھدار اور ذی اثر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان تجاویز اور ہدایات کو جو صاحب موصوف وقتاً فوقتاً مشتہر کرتے رہتے ہیں کثرت کے ساتھ پھیلائیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے مفید تجویزوں اور مشوروں سے صاحب موصوف کو مدد دیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام نے (اپنی اس معرفت اور بصیرت کی بنا پر جو خدا تعالےٰ کی طرف سے انہیں عطا ہوئی ہے اور طاعون کے متعلق جو علم انہیں دیا گیا ہے) اپنے قیام لاہور کے دنوں میں اپنی حیثیت اور منصب کے لحاظ سے اہل لاہور کو یہ پیغام پہنچایا کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری نگہداشت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر رحم فرمادے اور اسطرح وہ اس خطرہ سے جو طاعون کے باعث نیوالا ہے محفوظ رہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کسقدر سعید فطرت لوگ ہونگے جو ان باتوں کو جو حضرت کے مبارک منہ سے نکلیں اپنا دستور العمل بنائینگے۔ بہرحال سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ممبر جو اس طاعونی تہلکہ اور طوفان کی عظمت سے واقف ہے اپنے مرشد مولا کے نقش قدم پر چلکر اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو اپنی پاک تجویز، حال میں ادھر بھی دعاؤں سے اس عذاب سے بچنے کیلئے کوشش کرتا رہے اور دوسروں کی بھلائی میں بھی ساعی ہو۔ اسی بنا پر ہمارے ایک مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی ان تجاویز پر (جو پچھلے سال میں مشتہر کی گئی تھیں) غور کر کے

**دو مفید امر** صاحب موصوف کی توجہ کیلئے پیش کئے ہیں جو ان کی چٹھی سے معلوم ہونگے ہمیں امید ہے کہ صاحب موصوف ان تجاویز پر پورا نوٹس لیں گے۔ حکیم صاحب موصوف کی یہ سعی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس جوش اور ارادت کو ظاہر کرتی ہے جو اسے **گورنمنٹ** کی وفاداری اور فرمانپذیری کیلئے ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا بھی پتہ دیتی ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر **ہیلی فیکس صاحب** سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبروں بلکہ **انجمن فرقانیہ لاہور** کو سب رعایا سے زیادہ ان کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی کوشش کرنیوالا پائینگے۔ اور جہانتک ان سے ممکن ہوگا وہ ان کے نیک ارادوں میں ان کے سچے معاون ثابت ہونگے اس لئے کہ ان کو ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہی تعلیم دیگئی ہے۔ اب ہم وہ چٹھی جو حکیم صاحب موصوف نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام انگریزی زبان میں جناب کو بھیجی ہے ترجمہ کر کے ذیل میں چھاپتے ہیں

بخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور

عالی جناب

جناب کی ان مطبوعہ چٹھیوں کے حوالہ سے (جو انسداد طاعون کی چند تجاویز و ہدایات پر مشتمل تھیں اور جو ہندو مسلمان سرداروں اور دیگر قوم کے نام تھیں) میں التماس کرتا ہوں کہ وہ تجاویز جو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے جمع کیگئی ہیں میری رائے ناقص میں اس قابل ہیں کہ انپر تمام بہی خواہان قوم عمل کریں۔ میں حتی الوسع ان تجاویز کو مشہور کرونگا اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دونگا ان تجاویز کو زیادہ موثر بنانے کیلئے میں نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دو تجویزیں پیش کرتا ہوں اور اگر جناب ان پر توجہ فرمائینگے تو یہ امر میرے لئے موجب فخر ہوگا۔

**اولاً** ۔ متوفی کے کپڑوں کے متعلق (جو عام دستور ہے کہ وہ ملاں یا برہمن اور بعض اوقات مہتر کو دیئے جاتے ہیں) یہ ایک ایسا رواج و دستور ہے کہ آسانی کے ساتھ دور نہیں ہو سکتا مگر کچھ شک نہیں تعلیم یافتہ پارٹی کی مساعی اسکے زور کو کم کرنے کیلئے ایک حد تک مفید ہونگی مگر عوام کی جہالت ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگی۔ اسلئے میری رائے ناقص میں یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوگی اگر ایک اشتہار اردو اور ہندی میں جناب کا دستخطی شائع ہو جسمیں نہایت شفقت کے ساتھ ملاؤں اور برہمنوں کو نصیحت کیجاوے کہ طاعون سے مرجانیوالوں کے کپڑے انکی زندگی کیلئے بہت ہی خطرناک اور مضر ہیں اور بعض اوقات قلیل سا نفع سارے کنبہ کی موت کا موجب ہو جاتا ہے اور ایسا ہی داروغوں اور جمعداروں کو ہدایت کیجاوے کہ وہ خاکروبوں کو جان کے اس خطرہ سے آگاہ کردیں جسمیں طاعونی مریضوں کے کپڑوں کے لینے سے وہ اپنے آپ کو ڈالیں گے۔

**ثانیاً** ۔ چارپائیوں کے متعلق بھی کچھ شک نہیں سمجھدار اور آسودہ حال لوگ طاعونی مردوں کی چارپائیوں کو جلا دینا یا ان کو ڈس انفکٹ کرنا پسند کریں گے۔ اور اس پر عمل بھی کریں گے لیکن جب طاعون کا حملہ پوری شدت سے ہوتا ہے اسوقت لوگ جرأت اور حواس کھو بیٹھتے ہیں اور وہ دیوانوں کیطرح ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا واقع ہوتا ہے کہ جب متوفی کے رشتہ دار اوسکی تدفین میں مصروف ہوتے ہیں ایک اور عزیز مبتلا ہو جاتا ہے اور ان کے قبرستان سے واپس آنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور اسطرح پر متواتر حملے ہوتے اور جانیں ضائع ہوتی ہیں اور جہاں جہاں طاعون پھیلی ہے اور ایسی وارداتیں اکثر واقع ہوئی ہیں۔ ان حملوں اور نقصانوں سے پس ماندگان و فور غم و جوش اور اندوہ کیوجہ سے بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر ان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ جو اس تکلیف اور مصیبت کا خیال بھی کرسکیں جو چارپائیوں کی وجہ سے آئے گی۔ اور نی الحقیقت ان کو ایسا ہوش ہی رہتا ہے۔ اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کئی ہزار چارپائیاں جناب کے حکم سے طیار کیجاویں اور ان کے اخراجات یا تو گورنمنٹ ادا کرے کیونکہ وہ کثیر التعداد روپیہ لوگوں کو طاعون سے بچانے کیلئے صرف کر چکی ہے اور اگر یہ امر ناقابل عمل ہو تو آسودہ حال لوگوں سے اس مقصد کیلئے چندہ لیا جاوے اسطرح پر مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے جمع ہو سکتی ہے یہ چارپائیاں میونسپل کمشنروں کی تفویض میں رہیں تاکہ ہر ایک کے پاس پچاس چارپائیاں رہیں جن کو ضرورت کے وقت غریب لوگ استعمال کرسکیں ایسا ذخیرہ میری رائے ناقص میں بہت مفید ہوگا اور وہ خطرہ جو متاثر چارپائیوں کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑی حد تک کم ہو جاویگا۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے تو ۔۔۔۔ میرے نام کے محاذ اس چندے میں لکھ لئے جاویں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسی مہربان گورنمنٹ اس ملک کے لوگوں کی حفاظت اور مدد کیلئے ہمیشہ تک رہے اور ایسے افسروں کی عمر دراز ہو جو شب و روز رعایا کی بہبودی کی تجویزوں کے سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ (آمین)

میں ہوں جناب کا فرمانبردار خادم

حکیم محمد حسین قریشی احمدی۔ حویلی کابل مل لاہور

# آریوں سے ایک ہندو لڑکی کا سوال

بغیر کسی حاشیہ یا ریمارک کے مندرجہ ذیل سطور جنکی راقمہ ایک ہندو لڑکی ہے۔ شکاری اخبار سے نقل کیجاتی ہیں۔

"سات سال کی عمر میں میرا بیاہ ہونا بیان کیا جاتا ہے میں سال کی عمر کی تھی جبکہ میرے برائے نام خاوند نے دوسری شادی کرلی۔ میں کبھی ان کے گھر میں نہیں گئی مجھکو بدسلوکی اور نفرت سے دیکھا جاتا رہا۔ (جیسا کہ میری والدہ بیان کرتی ہے۔) میں نے آریہ بھائیوں کی بدولت تعلیم حاصل کی۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ میرا چال چلن نہایت اچھا رہا۔ میری برادری والے کہتے ہیں کہ قانوناً اور رواجاً میری شادی نہیں ہو سکتی۔ میرا پہلا خاوند اسلئے کہ مجھکو بوجہ تعلیم یافتہ ہونیکے کنجری اور کرانی سمجھتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم ہمارے واسطے مرگئی ہو۔ میرے پہلے خاوند کی دوسری بیوی اور دو بچے موجود ہیں۔ میں آجتک اپنی والدہ کے زیر حفاظت رہی ہوں۔ مگر اب میری والدہ سخت بیمار ہے۔ اور کوئی میرا رشتہ دار میرا پرسان حال نہیں۔ میں سچ بیان کرتی ہوں کہ میں اکیلی اپنی جوانی کے دن نہیں کاٹ سکتی۔ آریہ بھائیوں اور ہندوؤں سے یہ سنکر کہ میں ہندو رہ کر قانوناً اور رواجاً بیاہ نہیں کر سکتی میرا کئی بار دل چاہا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں مگر عیسائیوں کا مذہب مجھے پسند نہیں آتا۔ موجودہ تکلیفات ہر روز میرے من میں عجیب کشمکش پیدا کر رہی ہیں۔ میں راست راست بیان کرتی ہوں کہ میں ایک معمولی عورت ہوں۔ یوگن اور ویراگن نہیں ہوں اور ایسے حالات میں میں نے پرورش پائی اور رہتی ہوں۔ کہ مجھکو اس بات کا گمان تک نہیں آتا کہ میں بغیر شادی کے پاک صاف رہ سکوں گی۔ علاوہ ازیں اکیلی رہنے کی وجہ سے ہر خوف اپنی عزت کے خطرہ میں رہنے کا ہے۔ وہ میں ہی جان سکتی ہوں۔ بعض آریہ سماجی بھائیوں نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر یہ فرمایا کہ یہی نہیں کہ قانوناً میری شادی نہیں ہو سکتی بلکہ شاستر کے انوکول بھی میرا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ پس اب میں آخری طور پر سماج کے چیدہ پرشوں سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آیا مجبوراً کسیاری کیلئے سوائے نیوگ۔ یا یوگن۔ یا بیراگن بنکر زندگی کاٹنے کے کوئی اور بھی علاج ہے۔ یا نہیں یعنے میں کسی یوگنہ مرد کے ساتھ بیاہ کر سکتی ہوں یا نہیں۔"

ترجمہ کیا۔ اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہوگئے ہو۔ پس کوئی نہیں سزا اسکی جو ایسا کرے۔ تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل اور یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہان تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دہمکیان دین۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ اسمیں دو خبرین ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی تھی اور مقابلہ مین یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت مین تم پر عذاب ہوگا یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پہر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و حشم مع تمام قبائل عرب کے جن کو احزاب کہتے ہین مسلمانان پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب سے جلاوطن کئے گئے۔ ان کا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تہا۔ اور قوم قریظہ کے یہود باغی سب کے سب مارے گئے! دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبرین تہیں۔ اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تھے۔ جنکے متعلق وہ خبرین تہیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے۔ تو دوسری خبر عذاب قیامت بہی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ ۲۴ مومن)۔ ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کہنے پر چلتے اور مانتے ہین نصرت امداد و تائید دیتے ہین اور دیتے رہین گے۔ اس دنیا مین اور قیامت کے دن

اب تمام مامورین مرسلوں اور انکے سچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح بیکس و بےبس بےیار و غمگسار دنیا میں آتے ہین۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت ور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عقیدت کا نام و نادم ہوئے

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبرین ہین۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دونوں میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی طرح دوسری مناسبت ہے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسےٰ علیہ السلام کے ما بین جنگ رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ وہ مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسےٰ علیہ السلام انکی شرارتوں سے محفوظ رہین گے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرت کے مستحق ہون گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مومن) پہر دیکھو۔ ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوۃ سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

علاوہ منافقین مدینہ کو کہا۔ کہ شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤگے۔ جیسے آیۃ ذیل مین آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ ۱۰ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگون کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دین گے اس دنیا میں۔ اور انکے لئے عذاب ہے۔ آخرۃ میں پھر ایک اور خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی والی وارث نہ ہوگا۔ اور تیسری خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی مددگار نہ رہیگا۔ پہر دیکھو یہ تینوں خبرین کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئین۔ تو تیسرا علم جو انہیں کا ساتھی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤگے۔

## مندرجہ ذیل کتابین دفتر الحکم سے مل سکتی ہین

| | |
|---|---|
| ازالہ اوہام ہر دو حصہ | عہ |
| آریہ دہرم (ردّ آریہ) | ۴؍ |
| ست بچن {باوا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب} | ۱۰؍ |
| تقریر نیاز بیراور وحدت وجود پر خط | ۲؍ |
| حضرت اقدس کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام پرتناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر | ۲؍ |
| سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب | ۲؍ |
| تفسیر سورۃ تبت | ۲؍ |
| فیصلہ آسمانی | ۲؍ |
| تحفۃ المومنین (فتویٰ کفر کا لطیف جواب) | ۸؍ |
| نکات الشک | ۱؍ |
| شمس بازغہ (پیر گولڑی کا رد) | عہ |
| سوار السبیل نمبر ۲ | ۱؍ |
| رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ) | ۲؍ |
| الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریرین) | ۴؍ |
| مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور مین دعا | ۱؍ |
| برہان الحق (رد نصاریٰ) | ۳؍ |
| تفسیر القرآن پارہ اول | عہ |
| رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء | عہ |
| نمونہ قرآن مجید موافق یسرنا القرآن | ۳؍ |
| فیض احمدی | ۔؍ |
| قصیدہ ضوابط الاسرار | ۔؍ |
| وفات مسیح پنجابی | ۲؍ |
| اصلاح النظر (ردّ آریہ) | ۲؍ |
| دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲ | ۱؍ |
| سالک سرواریہ (عورتون کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ) | ۴؍ |
| النصیح (اعدء مومن کے خواص ونشانات) | ۲؍ |
| نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد) | ۴؍ |
| برکات الدعا و اصول التفسیر | ۲؍ |

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر
مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

## الحکم کے پچھلے نامکمل فائل

الحکم مین گران بہا موتیوں کا امین ہے انکی قدر ہر شخص نہیں کرسکتا۔ لیکن اسکی قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ یہاں تک ہے (جہاں کے ایک عظیم الشان کتب خانہ موسومہ بہ حمیدیہ مین الحکم اوّل اوّل جاری ہوا تہا اور اب تک جاری ہے) ایک معزز شخص الحکم کے کل فائل خرید کرکے بہیجنا چاہتا ہے باوجودیکہ وہ اردو پڑھ نہیں سکتا۔ اور اس نے اپنے خط مین لکھا ہے کہ وہ اس کا انگریزی مین ترجمہ کرائے گا۔ اس سے جہان ایک طرف اس بزرگ کی ہمت اور قدردانی کا پتہ لگتا ہے وہان الحکم کی قبولیت اور اس کے مضامین کی خوبی اور عمدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

دفتر الحکم مین چند مکمل فائلوں کے علاوہ الحکم کے بعض نامکمل فائل بہی موجود مین جو صاحب لینا چاہین وہ خط و کتابت کرکے قیمت کا فیصلہ کرسکتے ہین۔

یہ یاد رہے کہ فی الحال ان اخبارات کے دوبارہ چہپنے کی نوبت نہین آسکتی ہے ہان ہم یقین کرتے ہین کہ اس کے مضامین آئندہ نسلین مختلف طریقوں سے محفوظ رکہنے کی کوشش کرین گی (انشاء اللہ العزیز) بہر حال یہ ایک گران بہا نعمت ہے جو اس وقت سستے داموں مل سکتی ہے یہ فائل ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۳ء تک کے موجود ہین۔ خاکسار ایڈیٹر

## اطلاع بغرض اصلاح

۲۰ جون ۱۹۰۶ء کو ایک منی آرڈر تعدادی صہ ؍ دفتر الحکم مین نصیر احمد نمبر ۱۰۴ رجمنٹ کمپنی ممبئی کی طرف سے آیا ہے جو الحکم کی ۱۹۰۶ء کی قیمت ہے۔ لیکن نمبر خریداری درج نہین رجسٹر سیاہہ مین یہ رقم درج ہے لیکن رجسٹر خریداران مین درج نہین ہوسکی نمبر ۱۶۲ والے خریدار کا نام نصیر احمد ہے جو امروہہ تشریف رکھتے ہین کیا خریداران الحکم مین سے مندرجہ بالا رقم بھیجنے والے بزرگ اطلاع دین گے کہ انکا نمبر خریداری ۱۶۲ ہی ہے یا کوئی اور ہے

ایڈیٹر و منیجر

# قرآنی صداقت اور عیسائیوں کی جہالت

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک مکرم بھائی منشی اللہ دین صاحب لودھانوی نے لکھا ہے عرصہ ہوا بغرض اندراج آیا ہوا ہمیں افسوس ہے کہ ہم بہت عرصہ پہلے اسکو شایع نہیں کر سکے تاہم وہ اپنے مضمون کی خوبی کیوجہ سے اب بھی ویسا ہی موثر اور مفید ہے جو ایک عرصہ پہلے ہوتا۔ ایڈیٹر

اخبار نور افشاں نمبر ۲۹ دسمبر ۳۶۔ جلد ۳۶ میں ایک مضمون جسکی سرخی مراتب ذات پاک خداوند یسوع مسیح از قرآن از جانب ایس۔ پی۔ جی جہلم حال وارد رڑکی۔ ہماری نظر سے گذرا صاحب مضمون حقیقت میں تو ایک جاہل آدمی ہے جسکو اپنے مختلف عیسائی فرقوں کا بالکل حال معلوم نہیں اور نہ یہودیوں کے اختلاف مذاہب سے اسکو خبر ہے افسوس اس کمزوری کی حالت میں قرآنی تعلیم پر نکتہ چینیاں کرنا اپنی جہالت کی ہی خراب کرانا ہے اب ہم اس عیسائی کا جواب دیکر اس کی کمزور تحقیق کا اپیل بندگان خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ قولہ۔ ناظرین نور افشان ہمارے پیارے نجات دہندہ نے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کو محمد صاحب نے حضرت مریم مبارکہ کے ساتھ تعلق سمجھ کر اسکی الہٰی ذات کو محض ظاہری الفاظ میں ماناجو کہ انکی غلطی اور عدم معلومات پر صاف صاف دلالت کر رہے جیسا کہ ہمارا دعوے آیت ذیل سے ثابت ہو رہا ہے لقد کفر الذین قالوان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ ترجمہ کافر ہوئے وے لوگ جنہوں نے کہا اللہ وہ ہے مسیح جو مریم کا بیٹا ہے جواب اسمیں کچھ شک نہیں تھے کہ ایک عاجز بندے کو خدا بنایا جاوے بیہ بندے کو خدا بنانے والے اگر کافر نہیں تو اور کون ہوگا باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ پیغمبر علیہ السلام نے عیاذ باللہ غلطی اور عدم معلومات سے مسیح کو خدا جاننے والوں کو کافر کہا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ ایک طرف انبیاء علیہم السلام کے قائلین کی جماعت دوسری طرف کمزور عاجز بندوں کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے عیسائی اور عیسائیوں کے ہم عقیدہ ہندو جو خدا کو کئی مرتبہ مختلف انسانوں اور حیوانوں کے وجود میں اوتار دھارنا تسلیم کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی جماعت سے کے بالمقابل اپنے خدا اکلوتوں کا کوئی ایسا فعل فوق العادت پیش کریں جسکی نظیر تمام انبیاء علیہم السلام

کے معجزات میں پائی نہ جاوے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ فردا قیامت تک مسیح اور کرشن کی خدائی کے قائل کوئی فعل اپنے فرضی خداؤں کا انبیاء کی جماعت کے منبع اگر ان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے پھر کس بہرتی پر مسیح یا کرشن کو خدا بنایا جاتا ہے سو جواد فکر کر و قرآنی دعوی توڑنا آسان نہیں کیا کوئی عیسائی مسیح کا بندہ اپنے فرضی خدا مسیح کا فعل انجیل سے ایسا دکھا سکتا ہے جسے انبیاء پاک کی تمام جماعت عاجز ہو گئی ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں اے عیسائیو خیال کرو جو معجزات انبیاء سابقین نے کئے اور بائیل میں اب موجود ہیں ان سے بڑھ کر تم نے یا تمہارے بڑوں نے مسیح کا کونسا کام فوق العادت دیکھا جسکی وجہ سے تم مسیح کی خدائی کے قائل ہو گئے جب تک اس اعتراض کا جواب نہ دو قرآنی دعوی جوں کا توں برقرار ہے۔ **قولہ** قادیانی صاحب بھی اس مغالطہ میں پڑ کر سفید کو بے فایدہ رات دن سیاہ کر رہے ہیں اس لئے ایسے صاحبان کی آگاہی کیلئے میں نے یہ مضمون شروع کیا تاکہ وے اپنی روح کو تجربی کی حالت میں برباد نہ کریں **جواب**۔ حضرت مرزا صاحب مرشد برحق امام صادق مسیح الزمان مہدی دوران قادیانی صاحب مغالطہ میں پڑے ہوئے نہیں بلکہ عیسائیان گمراہ ... اور مبتلائے ضلالت کی سچی خیر خواہی کیلئے دن رات اپنی نوک قلم سے نور افشانی کر رہے ہیں عیسائی نور کے دشمن اور ظلمت کے دوست مثل شپرک کے نور سے آنکھیں چورا کر ان نور یوان کا قصور ہے دیکھو حضرت مرزا صاحب نے ایک چھوٹا سا اشتہار ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء میں جسکی سرخی خدا کی لعنت اور کسر صلیب ہے دیا تہا اس اشتہار میں از روئے لغات عرب لعنت کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اوس کا دل بکلی سیاہ ہو جاوے اور بڑی نیکی سے لیکر چھوٹی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنے کتوں اور سوروں اور بندروں کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہو جائے۔ یہ لعنت کے معنے لغات عرب مندرجہ ذیل میں بیان ہوئے ہیں۔ لسان العرب ایک پرانی تالیفات میں سے ہے اور ۲۔ المحیط اور محیط اور اقرب الموارد نمبر دوم و سوم و چہارم عیسائیوں کی تالیفات سے ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپکر شایع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں لعنت کے یہ معنے لکھے ہیں۔ اور خط گلتیوں باب ۳۔ آیت ۱۳ میں مسیح کو لعنتی لکھا ہے اور یہ لعنت بموجب عقیدہ عیسائیوں کی مسیح پر صلیبی موت کی وجہ سے یعنے کفارہ ہونے سے پڑی ہے مسیح کا آخری دم تو لعنت ہی کی حالت میں نکلا

اور لعنت کے معنے اوپر ظاہر ہو چکے ہیں کہ تمام خیر و برکت سے بکلی محروم ہونا اور یہ بات اہل کتاب خود مانتے ہیں کہ نیک و بد اعمال انسان صرف اس زندگی ہی میں کر سکتا ہے بعد از مرگ نہ نیکی ہو سکتی ہے اور نہ بدی اور یہ امر ظاہر ہے کہ خدا کا قرب نیکیوں سے حاصل ہو سکتا ہے بعد از مرگ مسیح کوئی نیکی نہیں کر سکا۔ پھر قرب الٰہی اس کو کیونکر حاصل ہوا۔ اے عیسائیو تم بھی ایمان سے کہو کہ تم حضرت اقدس مرزا صاحب سے جل بھن کر کباب تو ہوئے مگر تمہاری طرف سے اس لعنت نامہ کا کیا جواب ہوا۔ ہم دعوے کرتے ہیں کہ قیامت تک کوئی عیسائی اس لعنت نامہ کا جواب نہیں دے سکتا اور سچ بھی ہے حضرت مسیح موعود کا جواب دینا کوئی آسان بات نہیں ہے پادری مارٹن کلارک صاحب جنے وہ بل پادری خود مان گئے کہ جناب یعنے حضرت مرزا صاحب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمیں کسی کا شک نہیں صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں عاجز ہوں میں کیا بلکہ خدا بھی عاجز ہے۔ دیکھو جنگ مقدس ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۸ سطر ۱۰ سطر ۹ مطبوعہ امرتسر ریاض ہند پریس۔ اے پیارے ناظرین کیا ایسی زبردست تحریروں کو بدون جواب بے فایدہ خیال کرنا مخبوط الحواس آدمی کے سوا دوسرے کا کام نہیں ہے۔ **قولہ** واضح ہو کہ جب مسیح ابن مریم کہا جاتا ہے تو مراد اس سے انسانیت ہوتی ہے نہ الوہیت مسیح جیسا کہ انجیل جلیل میں لکھا ہے ابن آدم ابن داؤد واسطہ ہے یہی اسکا نام ہے یعنے ابن مریم جو کہ اسکی انسانی ذات پر دلالت کرتا ہے **جواب** مسیح کو ابن داؤد قرار دینا مولف انجیل متی کا جب درست ٹھہرتا ہے کہ پہلے مسیح کا حقیقی باپ مان لیا جاوے پھر اوسکا خاندان حضرت داؤد سے سلسلہ النسب بہی ملایا جاوے سو یہ بات عیسائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو کسی انسان کا فرزند نہیں مانتے بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں پھر از راہ تحکم مسیح کو ابن داؤد کہنے سے کیا معنے اگر عیسائی یوں کہیں کہ حضرت مریم جناب داؤد علیہ السلام کی نسل سے تہی اسلئے مسیح کو ابن داؤد مولف انجیل متی نے لکھا ہے۔ تو اس کے دو جواب میں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہودیوں میں عام دستور تہا کہ سلسلہ نسب لڑکیوں کی طرف سے بالکل جاری نہیں کرتے تہے مریم کے فرزند کا سلسلہ جسکو خود عیسائی بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں اس کو داؤد کے سلسلہ نسب میں داخل کرنا کیا معنے۔ **جواب دوم** انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ میں حضرت مریم کو ہیں ایسابت کا رشتہ دار لکہا ہے اور یہ پاک بی بی حضرت ایسابت حضرت زکریا علیہ السلام کی جنکو یہود اور عیسائی کاہن مانتے ہیں زوجہ تہی اور کاہن ہمیشہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان میں سے ہوا کرتے تہے کیونکہ عہدہ کہانت خاص بنی ہارون کے لئے مخصوص بحکم خداوندی ہو چکا تہا دیکھو کتاب گنتی باب ۲۵۔ آیت ۱۲ و ۱۳۔ اور خروج باب ۲۸

آیت ۱۵۔ کتاب ... باب ۲۴۔ آیت ۴۳۔ اور حضرت مریم کا رشتہ حضرت ایسابت اور زکریا سے خود بخود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مریم بہی بنی ہارون میں سے تہیں اور حضرت داؤد بنی یہودہ تہے۔ پھر مریم کا صاحبزادہ ابن داؤد کیونکر بن سکتا ہے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ یوسف نجار بنی یہودہ تہا جیسا کہ انجیل متی کے باب اول نسب نامہ سے ظاہر ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل لوقا باب اول آیت ۶ سے مریم کے سبب رشتہ دار ہونے حضرت ایسابت اور حضرت زکریا بنی ہارون علیہ السلام کے بنی لاوی ثابت ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ توریت میں فیصلہ شدہ ہے کہ ہر ایک خاندان کا لڑکا اپنے ہی خاندان میں بیاہا جاوے دیکھو کتاب گنتی باب ۳۶۔ آیت ۶ کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف نجار بنی یہودہ ہو کر بنی لاوی کے خاندان میں خلاف شریعت شادی کرے حاصل مطلب اگر بیان لوقا کا اعتبار کریں تو مسیح ابن داؤد نہیں ٹھہرتے اور متی مسیح کو ابن داؤد کہنے والا کاذب ثابت ہوتا ہے اگر متی کی تحریر تسلیم کیجاوے کہ مریم و یوسف نجار بنی یہودہ ہی تہے تو بیان لوقا کا مریم کو ایسابت کا رشتہ دار قرار دینا اور بنی ہارون خیال کرنا سراسر جہوٹ ہو جاوے گا اگر بموجب تحقیق متی یوسف نجار کو بنی یہودہ اور موافق خیال لوقا کے مریم کو بہ نسبت رشتہ دار ہونے ایسابت و زکریا کے بنی لاوی تسلیم کیا جاوے تو یوسف نجار کا مریم سے رشتہ یعنی منگنی ہو کر نکاح از روئے توریت حرام شرعی ہے ہم نہیں جانتے کہ عیسائی کس شئی پر بدون تحقیق مسیح کو ابن داؤد کہتے ہیں۔ **قولہ** صاحب قرآن نے اسکی الوہیت و بشریت میں امتیاز کرنے کے الزام نہیں دیا بلکہ بغیر دریافت کئے پکار اٹہے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کہانا کہایا کرتے تہے افسوس ایسی سمجہ پر یہ دلیل انکی صاف ظاہر کرتی ہے کہ بالکل حقیقی راز سے وے بیخبر تہے صرف مجازی معاملہ سمجہ کر اسکی باطنی ذات سے انکار کر دیا۔ **جواب** جو کہانا کہائیگا وہ تمام اور چیزوں کا محتاج بہی ہوگا محتاج خدا نہیں ہو سکتا کیا کوئی عیسائی اس کا ثبوت دیسکتا ہے ایک شخص محتاج بہی ہے اور اسکو کسی محتاج الیہ کی حاجت نہیں جب اس کا ثبوت نہیں تو مسیح محتاج خدا بہی نہیں۔ **قولہ**۔ اور قرآن میں یوں لکہا

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ترجمہ اور جب کہیگا اللہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تہا لوگوں کو پکڑو مجہہ کو اور ماں میری کو معبود سوائے اللہ کے

---

[1] مرقس باب ۱۲۔ آیت ۳۱ میں خود حضرت مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کرتے ہیں اب ہم مسیح کا اظہار کریں یا مولف اناجیل۔

کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے کہ کہوں میں کہ وہ چیز نہیں ہے واسطے میرے حق۔ پس اس آیت سے تو مہر نیمروز روشن کیطرح واضح ہو رہا ہے کہ محمد صاحب نے بالکل عیسائی مذہب کی بنیاد کو دریافت نہ فرمایا اور ناحق بے جا الزام لگا کر غریب مسیحیوں کو متہم گردانا اور ملزم ٹھہرایا چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں آجتک یہ خیال خام قرآنی بھائیوں میں چلا آتا ہے لہذا انکی ہدایت اور آگاہی کیلئے خداوند کریم نے اپنے خاص لوگوں کو یہ ملک بخشدیا تاکہ وہ اس کے کلام کو سنادیں اور پھر ان کو راہ حق پر لے آدیں اور اصل حقیقت کو کھولدیں۔ پس میں نے بھی مناسب سمجھا کہ اشارتاً اس بیان پر اپنے قرآنی بھائیوں کی خاطر کچھ لکھدوں۔ مخفی نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں اور نہ یہ انجیل جلیل ہی میں لکھا ہے۔ **جواب**۔ افسوس

ع جہالت کند آدمی را شرمسار

میرا مکاشفاتی اور مرقسی بھائی اہل اسلام کی پاک کتاب قرآن شریف پر نکتہ چینیاں کرنے پر زبان کھولتا ہے اور گھر کی معلومات تک بھی نہیں اب اس عیسائی کی عبارت مخفی نہ رہے کہ عیسائی ہرگز اس کو نہیں مانتے کہ حضرت مریم خدا تھیں الی آخرہ پر نظر کرتے ہیں منصف مزاج خداترس انصاف فرمائیں یہ اس عیسائی کی سراسر غلطی اور محض سیاہ جھوٹ ہے کہ عیسائی حضرت مریم کو خدا یعنے تثلیث میں داخل نہیں کرتے اور قرآن دعوے کرتا ہے کہ عیسائی مریم کو تثلیث میں داخل کرتے تھے ہم قرآنی صداقت کیلئے چند شہادتیں اس عیسائی کے شرمندہ کرنے کی خاطر علماء مسیحی کی بیان نقل کرتے ہیں۔ پہلی شہادت لارڈ ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ ۱۸۶۰ء کے صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے عقیدوں میں شاید تثلیث میں مریم تیسرا اقنوم یعنے معبود ہے یقین ہے کہ یہ خیال یوں پیدا ہوا کہ اندرون مشرق کے عیسائیوں نے واقع میں مریم کا احترام بحد بیان تک کیا کہ اسکی پرستش کی۔ شہادت دوم جارج سیل صاحب کا مقدمہ ترجمہ قرآن اور ترجمہ مذکور آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ عیسائیوں میں تھا ان کے نزدیک تثلیث یہی تھی یعنے خدا اور عیسے اور مریم۔ شہادت سوم کتاب تیغ و سپر عیسوی مولفہ پادری نور مسیح مطبوعہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۹۔ بیشک سب عیسائی عیسیٰ کو پوجتے ہیں اور ان میں سے ایک فرقہ ہے جو مریم کو بھی پوجتا ہے۔ شہادت چہارم پادری عماد الدین کی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۲۸۳ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے فرقہ

ترسیہ کا اعتقاد تھا کہ خدا مشترک ہے درمیان خدا اور عیسیٰ اور مریم کے اور یہ تینوں خدا ہیں۔ علاوہ اس فرقہ کے اور فرقہ اور بھی عیسائیوں میں تھا جسکو کولیریڈینز کا فرقہ کہتے ہیں یہ فرقہ عرب میں تھا اس فرقہ کے لوگ حضرت مریم کو تثلیث میں داخل کرتے اور ان کے لئے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے تھے اور شروع ہی مذہب عیسوی میں یہ بحث شروع ہوگئی تھی کہ تثلیث بعض کے نزدیک خدا و عیسیٰ اور مریم کو شمار کرتے تھے اور بعض بجائے مریم کے روح القدس کو داخل کرتے تھے اس داخل خارج کا سلسلہ ۱۹۵ برس تک عیسائیوں میں جاری رہا دیکھو تاریخ موشیم اور دیگر تاریخوں میں اس کا مفصل بیان موجود ہے۔ کیوں میرے مکاشفاتی و مرقسی بھائی دیکھیے تیرے عیسائی بھائی تو صریح اقرار کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے کہ حضرت مریم کو خدا جان کر پوجتے اور اس کو تثلیث میں داخل کرکے تین خداؤں کا ثالث ثلاثہ تعویذ بنا کر ناحق اگر بن کے گلے میں ڈالتے تھے اور تو سراسر جھوٹ بولکر ناحق منکر ہوگیا ہے کہ مریم کو کسی عیسائی نے خدا تسلیم نہیں کیا تیرے جھوٹ بولنے سے قرآنی صداقت پر حرف آسکتا ہے۔ **قولہ** درحقیقت وہ یعنے مریم ایماندار اور نیک ذات اور پاکدامن عورت تھی جسکو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لئے بھیجدیا۔ **جواب**۔ اے میرے مکاشفاتی و مرقسی بھائی تمہارے قلم سے ہی حضرت مریم کا اقنوم دوم یعنے خدا کا دوسرا حصہ ہونا ثابت ہوگیا ناظرین عبارت مندرجہ ذیل پر غور فرمائیں **جس کو خدا نے مہربان نے منظور فرماکر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لئے** لفظ جس کو۔ منظور فرماکر۔ اپنے اقنوم دوم کو ان تینوں الفاظ کی ضمیر حضرت مریم کی طرف رجوع کرتی ہے دیکھو قرآنی صداقت اسکو کہتے ہیں کہ منکر کی زبان پر بھی حق جاری ہوگیا۔ اور رہا حضرت مریم کو ایماندار جاننا یہ مذہب اسلامیوں کا ہے عیسائی مریم کو ایماندار نہیں جانتے یہ تمہاری اے مکاشفاتی و مرقسی بھائی صریح غلطی ہے مریم کا یسوع پر معہ اپنے دیگر عزیزوں سمیت ایمان نہ لانا انجیل اور مفسرین نے تسلیم کیا ہے دیکھو انجیل متی باب ۱۲ آیت ۴۶ سے ۵۰ تک اور تفسیر انجیل متی خزینۃ الاسرار مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۲۰ سے صفحہ ۲۲۲ تک ملاحظہ فرماکر آپ شرمندہ ہوسکتے اب ہم آپ کو سچا قرار دیں یا آپکی انجیل اور آپکے مفسروں کو اس بات کا فیصلہ آپ خود ہی کرلیں۔ **قولہ**۔ نمبر ۳۶ جلد ۲ صفحہ ۳۔ مخفی نماند آنجناب محمد صاحب نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ توبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

**وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ**۔ ترجمہ۔ کہا یہود نے عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں اگلوں کی بات سے مشابہ۔ دیکھو اول آیت مذکورہ بالا کا حوالہ صحیح یا نادرست ہے یا نہیں۔ آپکے کیسے بے خوف ہوکر اہل یہود کو ملزم گردان ڈالا کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کرسکتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا؟ اے پیارے قرآنی بھائیوں ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ کہنا سچ ہے کہ تعصب دانائی کی بینائی کو دور کردیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے اسمیں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھے اور نہ اس کے برابر۔ اگر محمد صاحب یہ کہتے کہ

**قَالَتِ الْيَهُودُ مُوسَى ابْنُ اللَّهِ**

تو یہ پھبتی۔ او ہو مجھے یاد آگیا شاید عثمان جامع قرآن سے سہو نہ ہوگیا ہو یا شاید حضرت ہی کا مغالطہ ہو مرزائی میں ذرا اپنے وحی سوالی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہے اور معہ حوالہ توریت کے پیش کرو ورنہ اس قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ کیونکہ یہودی ہرگز عزیر کو ابن اللہ نہیں مانتے سراسر یہ سفید الزام ان بیچاروں پر ہے۔

**جواب**۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الزام مت لگاؤ کہ تم پر الزام لگایا جاویگا عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسیطرح تم پر عیب لگایا جاویگا متی باب ۷ آیت ۲ اب سنو انجیل متی باب ۲ آیت ۲۳۔ اور ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جاکے رہا کہ وہ جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلاویگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے پیشین گوئی پوری کرنے کیلئے متی نے یہ لکھدیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام فرماگئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا۔ اے مکاشفاتی و مرقسی بھائی اور دیگر پادری صاحبان سچ کہیو کہ آیت مذکورہ بالا سراسر جھوٹ ہے یا نہیں مولف انجیل متی نے کیسے بے خوف ہوکر انبیاء سابقین پر جھوٹی تہمت لگادی کیا کوئی آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کرسکتے ہو۔ اے پیارے مکاشفاتی و مرقسی بھائیو ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی مگر اس انجیلی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر آیا اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ سنا کہ فلان نبی نے فرمایا کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلائیگا۔ سچ ہے کہ تعصب دانائی کی بینائی کو دور کردیتا ہے اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے سچائی کا نور ایمانداروں کے قلب پر چمکتا ہے مگر اس روایت مذکورہ بالا یعنے انجیل متی باب ۱۷۔ آیت ۲ اور مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴۔ او ہو مجھے یاد آگیا شاید شیطان کسی نوری فرشتے کی صورت میں ہوکر خط اول قرنتیوں باب ۱۱۔ آیت ۱۴ کے موافق انجیل متی کے مولف کو کہہ گیا ہوگا کہ انبیاء سابقین فرماگئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا یا شاید حضرت متی ہی کا مغالطہ ہو میرے پیارے دوست مکاشفاتی و مرقسی بھائی ذرا مہربانی فرماکر اپنے فرضی کبوتر یعنے روح القدس سے تو دریافت فرمائیں کہ یہ گپ شپ مندرجہ انجیل متی باب ۲ - آیت ۲۳ کا اصل پتہ کہاں ہے معہ حوالہ باب و آیت توریت یا دیگر کتب انبیاء سے خوب معلوم کرلینا متی کیطرح صرف کوئیں میں اینٹ نہ پھینک دینا ورنہ اس انجیلی غلطی کا صریح اقرار کرلو۔

**جواب تحقیقی**۔ سورہ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اسکے پانچویں رکوع میں حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنا یہود کا بیان ہوا ہے اور بروقت نزول سورہ مبارک یہود کثرت سے مدینہ میں آباد تھے اون کے روبرو ہمیشہ یہ سورہ مبارک تلاوت کی جاتی تھی مگر کبھی کسی یہودی نے اس بات سے انکار نہیں کیا اون کو اس بات پر سکوت کرنا قرآنی صداقت پر ایک کامل دلیل ہے اور یہود ساکن مدینہ کی طرف منسوب کرنا اس قصہ عزیر ابن اللہ کو اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب حدیث میں موجود ہے دیکھو سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہودی تھے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیر کو ابن اللہ نہیں سمجھتے۔ اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود مدینہ میں رہتے تھے ان میں سے چند آدمیوں کا یہی مذہب تھا۔ اب یہود کے اس عقیدہ کا ثبوت ہمارے مکاشفاتی بھائی توریت سے مانگتے ہیں دیکھو اخبار نور افشاں نمبر مذکور کا صفحہ ۳۔ سطر ۱۴۔ تمسخر افسوس اس کرشان نے علم تاریخ کا بھی خون کردیا جو عزیر کے ابن اللہ ہونے کا ثبوت توریت سے طلب کرتا ہے میرے پیارے مکاشفاتی بھائی توریت حضرت عزیر علیہ السلام کی پیدائش سے ایک ہزار اور ننانوے برس پہلے تھی اس میں عزیر کا احوال تلاش کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی بیان پولس کا حال زمانہ حضرت نوح میں ڈھونڈے۔ اگر ہمارے مکاشفاتی بھائی کے دل میں خیال یہ گذرے کہ اچھا توریت میں نہ سہی کسی اور کتاب عہد عتیق میں سے مسلمان ثبوت دیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم چند روایتیں اول انجیل سے نقل کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

# مظلومان پوسٹ آفس

## قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب

گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ پنجاب کی رعایا کے ہر ایک فرد بشر کو جو امن وچین اور آرام وآسائش نصیب ہوا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ڈاکخانہ جات اور تار برقی کا اجرا ہے۔ جن کی بہت سی اصلاحیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ رعایا کا فرض ہے۔ کہ اس احسان اور عنایت کا شکریہ زبان سے۔ قلم سے۔ اور اپنے ہر ایک قسم کے اقوال وافعال سے ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ملازمین ڈاک پر جو دن بدن بوجھ پڑتے گئے۔ اور پڑ رہے ہیں۔ جن کی بدولت ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہو رہی ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس سے قطع نظر کیا جاوے۔ بلکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلدی اس کا تدارک وانتظام کرے۔ کیونکہ اگر رعایا کو ایسا آرام ملے۔ جس میں ملازمان ڈاکخانون کی **قربانیاں** ہوا کریں۔ تو ایسا امن وآرام کس کام کا۔

پوسٹ ماسٹروں اور سب پوسٹ ماسٹروں وغیرہ کی آسامیاں جو معزز اور ممتاز گنی جاتی ہیں۔ یہ صرف دلخوش کن ہی الفاظ ہیں۔ اگر انکی اصل حقیقت پر غور کی جاوے۔ تو پوسٹل ملازموں سے بڑھ کر اور کسی محکمہ کے ملازم زیادہ تر دکھ اور رنج ومصیبت میں مبتلا نہ ہونگے۔ درجہ دوئم کے ڈاکخانے۔ جن کے پاس اپنے منصبی کاموں کے علاوہ بیس بیس پچیس پچیس برانچیں ہیں۔ ان کے ماتحت بیسیوں کام اور بھی ہیں۔ مثلاً روانگی اور تقسیم ڈاک۔ ٹیلی گراف۔ رجسٹریاں۔ بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ فروخت ٹکٹ وغیرہ۔ باوجود اس کثرت کام کے کام کرنے والے صرف دو آدمی یعنے سگنلر اور سب پوسٹ ماسٹر اور اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار پڑ جاوے۔ یا کسی ضروری کام کے لئے دو تین دن کی رخصت حاصل کرے۔ تو کام کا سارا بوجھ ایک آدمی کے سر پر۔ یہ خدا کی مخلوق صبح کے سات بجے کام شروع کرتے ہیں۔ اور دس بجے رات تک برابر کاموں کے سوگ میں مشغول رہتے ہیں صرف دوپہر کو ایک آدھ گھنٹہ ان کو فراغت ہوتی ہے جس میں بعض کو خود چولہا جھونکنا یا بازار اور تنور کا خراب اور جلا سڑا کھانا منگوانا پڑتا ہے۔ ملاحظہ انصاف کہ جس شخص کے صبح سے لیکر رات کے دس بجے تک پورے ۱۵ گھنٹے نوکری میں خرچ ہوں۔ وہ اپنے تن کی ہوش کب سنبھالے۔ اور تفریح کا کونسا وقت نکالے۔ ایسی زندگی تو قیدیوں اور خاکروبوں وغیرہ سے بھی بہت بری ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ سوائے ڈاکخانہ والوں کے کسی اور محکمہ کے ملازم کو بھی ۱۴۔۱۵ گھنٹے نوکری دینی پڑتی ہے۔ اور پھر دس بجے رات سے لیکر ۵ بجے صبح تک اس عرصہ میں بھی ضروری ٹیلیگرام کسی نے دینا ہو یا ڈاک لینی دینی ہو۔ تو نہایت سرعت اور جلدی کے ساتھ ان لوگوں کو نوکری پر جانا پڑتا ہے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو تنگ آکر ان بیچاروں کو نوکری چھوڑنی پڑتی ہے۔ یا مہلک امراض مثلاً دق۔ سل۔ وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھلا جو شخص ہندوستان کے ساون بھادوں یا مئی جون کے مہینوں میں ہر کیس یا لالٹین جلا کر رات کو کام کرے۔ اس کی نظر جاتی نہ رہے اور اس کا دماغ پراگندہ نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ مگر کسی کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی۔ اور ان کی جان کی کیا پرواہ ہے۔ اسلئے کہ جب مر جاتے ہیں۔ تو سرکار کو اور ایسے ہی لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ رخصت کی درخواست کرتے ہیں۔ تو یا تو سرے سے نامنظوری کا حکم آتا ہے۔ یا بمشکل تمام ملتی ہے۔ تو تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ اس کثرت کار میں ان بیچاروں سے اگر کوئی چٹھی مِس سینٹ ہو جاوے۔ یا کوئی لفظ ٹیلیگرام میں کم وبیش ہو جاوے۔ تو کئے ارڈران کے نام آتے ہیں۔ جن سے ان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ان سے جوابات طلب ہوتے ہیں۔ کیس مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور اسقدر اونیٰ فروگذاشتوں کے پاداش میں جرمانے تنزل۔ معطلی۔ موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ ملازمان ڈاکخانہ میں کسی خوش قسمت ہی کو پوری تنخواہ ملتی ہوگی۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ کام بہ نسبت سابق سہ چند چہار چند ہوتا جاتا ہے۔ اور کام کرنے والے صرف وہی دو نوکر۔ سوائے سب پوسٹ ماسٹروں کے ڈاکخانہ والوں کیلئے سرکاری مکان تو کوئی شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔ ہاں شہروں میں مکانات کرایہ پر لے رکھے ہیں۔ جنمیں سے اکثر تنگ وتاریک ہوتے ہیں۔ اور پھر ایسی گلیوں میں جو میلی اور تعفن اور گندگی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اور جن سے سرکاری جیلخانوں کی کوٹھریاں بدرجہا بہتر اور مصفا ہوتی ہیں۔ چند یوم کا عرصہ گذرا ہے کہ ہمارا ۹ بجے رات کے شہر گوجرات کے اس کوچہ میں گذر ہوا۔ جس میں فی الحال ڈاکخانہ کا دفتر ہے۔ اسوقت گرمی کی شدت تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ تعفن اور حبس کا یہ عالم تھا۔ کہ سانس رکتی تھی۔ ایسے مکان میں سب پوسٹ ماسٹر ٹیلی گراف کا کام کر رہا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اعلےٰ افسر ڈاکخانہ اسوقت وہاں جانا چاہتا۔ تو ممکن نہیں تھا۔ کہ وہاں پانچ منٹ تک بھی وہاں بیٹھ سکتا۔ ایسا ہی اکثر ڈاکخانوں کا حال ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ جیل پوسٹ آفس کے متصل ایک مکان میں ہم ۶۔۷ اگست سنہ حال کو دو رات دن رہے۔ اور چونکہ کو ڈاکخانہ ہمارے سامنے تھا۔ تمام دن اور کچھ حصہ رات کا ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے۔ چونکہ یہ شہر بھی ایک تجارتی منڈی ہے۔ اسلئے یہاں کا ڈاکخانہ بھی سیکنڈ کلاس ڈاکخانہ ہے۔ مگر ہیں دو ہی کلارک یعنی ایک پوسٹ ماسٹر اور دوسرا سگنلر۔ یہ دونوں خدا کے بندے ۵ بجے صبح کے کام شروع کرتے اور کہیں رات کے ۹ دس بجے ڈاکخانہ کو بند کرتے تھے۔ کام کی یہاں اس قدر کثرت تھی۔ کہ گویا ان کو میلا لگا ہوا تھا۔ ہمنے ایک چٹھی کرتے وقت ایک بابو سے پوچھا۔ کہ آپ کو فرصت کس وقت ملتی ہے۔ تو اس نے نہایت حزین اور حسرت بھرے لہجہ میں جواب دیا۔ کہ ہاں ملے گی۔ جب ہم مر جاوینگے۔ یا بیماری وغیرہ کیحالت میں رخصت حاصل کرینگے اس جواب نے جو ہمارے دل کو صدمہ پہنچایا۔ اس کا اثر ابھی تک ہمارے دل پر ہے۔

ہمنے ایک نہایت عجیب بات جو اس ڈاکخانہ میں دیکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس ڈاکخانہ کے پیون کی تنخواہ مبلغ چار روپے تھی۔ سبحان اللہ! چالیس پچاس ٹیلیگرام ہر روز تقسیم کرنا۔ پھر روانگی اور تقسیم ڈاک کے کام میں مدد دینا اور صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا اور اس پر اتنی بڑی بھاری تنخواہ کہ اٹھائے بھی نہ اٹھ سکے۔ یعنی چار روپے۔ شاید اس میں بھی اعلیٰ افسران نے کوئی حکمت سوچی ہوگی۔ حالانکہ ریلوے سگنلر بھی وہ دو کس ہر ایک درجہ کے سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ اور پھر ان چھ چھ سات سات روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بنی نوع انسان اس قابل ہیں۔ کہ اعلیٰ افسران ان کیحالت پر رحم فرماویں۔ اور اگر ان ڈاکخانوں میں کم از کم دو دو کلارک اور ایزاد کئے جاویں۔ تو یہ موجودہ تکلیف رفع ہو جاوے۔

امید ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب ہماری ان ناچیز سطور پر غور فرماوینگے۔ گو ہمارا ان ملازموں کے ساتھ بظاہر کوئی ذاتی تعلق یا علاقہ نہیں ہے۔ تاہم ان ملکی بھائیوں کی یہ حالت ایک انصاف پسند آدمی سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ فقط۔

*۔ انسپکٹری کے زمانہ میں ہمیں ایک شب ڈاکخانہ روڈ چنیوٹ میں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ اور مکان ایسا تنگ اور گرم تھا۔ کہ اسمیں دو منٹ کھڑے ہونے سے بعد دم گھٹنے لگا۔ مگر بیچارہ سب پوسٹ ماسٹر اسی تنگ وتاریک مکان میں گرمیوں کی راتوں کو لمپ کے سامنے میز پر بیٹھکر کام کر رہا تھا اور بہت سے ڈاکخانہ جات میں یہی حال دیکھا گیا۔ ۱۲

# جامِ شہادت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے اخوندزادہ وسید مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ایک مرثیہ چھاپا گیا ہے جس جوش۔ سچی محبت اور درد ورقت کے ساتھ وہ مرثیہ لکھا گیا ہے وہ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ ایسا عظیم الشان اور سبق آموز واقعہ ہے جس کا تازہ رکھنا ایمانی ترقی کیلئے ازبس ضروری ہے۔ ہمارے کرم بھائی ثاقب صاحب کا ایک گرامی نامہ احمدی قوم کے نام الحکم میں شائع ہونے کیلئے آیا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یقین جانتے ہیں کہ ہماری قوم شہید موصوف سے نہایت درجہ کی محبت رکھتی ہے اور اس کے دل میں اس جلیل القدر انسان کی بہت بڑی عظمت ہے اسلئے کہ وہ آیت من آیات اللہ تھا۔ وہ شخص تھا جس کیلئے جیسا کہ پیشگوئی میں بیس برس پیشتر اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ اسلئے یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ اس نشان کو تازہ رکھیں۔

جام شہادت کی تو سو کا پیان چھاپی گئی ہیں جو صرف **ہبۂ عیب** قیمت کی ہیں یعنی ۲ پائی ایک جلد کی قیمت ہے ہماری جماعت کو صرف ۹ اولوالعزم اگر ہمت کریں تو یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہو سکتا ہے اسلئے ہم **احمدی قوم** کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جلد اس ٹریکٹ کو خرید لے۔ تمام درخواستیں مخالف صاحب محمد نواب خانصاحب احمدی ثاقب مالیر کوٹلہ کے نام بھیجی جانی چاہئیں۔ اب ہم خانصاحب موصوف کی وہ تحریر درج کرتے ہیں۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند سطور ارسال ہیں جو نہایت بے تکلفی سے لکھی ہیں عنایت فرما کر امید ہے کہ آپ اخبار کے ہر بار میں چھاپ دینگے ممنون ہونگا۔

## جام شہادت اور الحکم کی تشنہ لبی

میں نہایت شکر گذاری کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے جیسے قلیل البضاعت آدمی کے کلام یا سخن کو الحکم جیسا معزز اور قوم احمدی کا ارگن نظر عزت سے دیکھے۔ اور جناب مجمع ایڈیٹر صاحب الحکم سے قدیمانہ نیاز مندی کا تعلق ہے اور الحکم کی خیر خواہی کا فخر حاصل ہے میں ہمیشہ دیکھتا رہا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب معزز الحکم کی کوہرن کالموں میں میرے خزف ریزہ اشعار کو اعلیٰ شاہوار کیطرح جگہ دیتے رہے ہیں۔ اور قوم احمدی انے میری نظموں کو وہ آبرو بخشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور اسکا شکریہ بجا نہیں لا سکتا۔ میری نظمیں یا تو قصائد مدحیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی شان میں تھے یا احمدیت کی تائید میں اور بعض نظمیں ہیں جنگ الگلستان کیسو رتیں میں چھاپی کو کبھی خیال نہیں آیا کہ بعض احباب نے مجھے اس امر کی تحریک بھی دی کہ میں نے اس طرف رخ کیا تھا اور نہیں کوئی ایک نظم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی تعلیم کی تقلیم پر جسکو حضرت اقدس علیہ السلام اور بزرگان ملت نے پسند فرمایا۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ڈائریکٹر صاحب نے اس کو ایک صفحہ پیش کر دی کہ اس کو چھاپکر اور اسکا منافع مدرسہ فنڈ میں جمع فرمائیں اس نظم کو اگر حد کو ہمارا پیارا الحکم قوم کی سامنے پیش کرتا رہے اور اس امر کا ثبوت دیتا رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کیسے قدر دان اور کسی کلام کو کیسے پسند کرتے ہیں۔

مدت سے بوجہ معذوریت و قیام کوہستان میرا مذاق شعری کا رہی اسلئے الحکم کی خدمت سے قاصر رہا۔ اس دوران وقت کے زمانہ میں ایڈیٹر صاحب کی آتش شوق تیز تر ہوگئی اور جام شہادت کی شائع ہوتی ہی تم کا خم ستہ گرکلا لیا اور تمہیں کہ جانشدگی اور ڈکار بھی نہ لیا مگر ہماری قوم میں بہت سے ایسے با محبت پینے والے اور جام شہادت کو مزہ چکنے والے پیاسے ہیں سے عرفان باد خور رندند تنی خم خانہ ہا کردند رفتند۔ اس الشاپ دازی یہ رنگ آمیزی۔ یہ رنگ سازی سے یہ مطلب نہیں کہ اسکو چھاپا کیوں اور چھاپا کیوں نہ رکیا اور یہ بھی تعاہر کرنا کہ ملک کے دانا اور صاحب تمیز ایڈیٹر صاحب کی سامنی مطلوب نہیں کہ اصل چیز کیسے ٹریکٹ کی اشاعت پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ فرض

ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے اگر انسان اس سے فائدہ اوٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالٰے کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟

## رجوع الی اللہ یا سچی توبہ

خدا تعالٰے کا نام تواب ہے وہ بھی رجوع کرتا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالٰے سے دور ہو جاتا ہے اور خدا تعالٰے اس سے بعید ہوتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالٰے کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اسلئے اوسکا نام تواب ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع برحمت کرے۔

## دنیا کی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں اوسپر آفتیں آتی ہیں یہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ لوگ ایک دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے انکی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب میں لذت ہوتی ہے وہ قرب الہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہیں انسے محبت بڑہتی ہے اور انکا خوارق العادۃ استقلال اور رضاء و تسلیم اعلےٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے برخلاف اس کے یہ مصیبتیں اور بلائیں وبائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں انہیں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چھا جاتی ہے آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک زہر ہے زہر کہا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہا کر یہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائیگا خطرناک غلطی ہے یقیناً یاد رکھو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مریگا اور ضرور مریگا۔

اللہ تعالٰے نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بھیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اسی لئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔

قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالٰے محض اپنے فضل و کرم سے اسکی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بھیج دیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈراتا ہے جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے بچانا چاہتا ہے جو سعید الفطرت ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ کرکے فائدہ اوٹھاتے ہیں لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے اور اسکی باتوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑا کر خدا تعالٰے کے غضب کو بڑھاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں

آجکل بھی زمانہ آیا ہوا ہے۔ خدا تعالٰے کے ساتھ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟

ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کرکے دیکھے کہ خدا تعالٰے کے ساتھ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اسکی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اسکے تعلقات مع نفس اہل و عیال اور دوسری مخلوق کے ساتھ کیسے ہیں؟ انہیں خدا تعالٰے کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کریں گے اور خالی الذہن ہو کر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہ وہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالٰے کے ساتھ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکھا ہی نہیں ہے۔ اکثر ایسے ہیں جو خدا تعالٰے کے وجود و ہستی ہی کا یقین نہیں رکھتے اور جو بعض مانتے ہیں کہ خدا ہے انکا ماننا نہ ماننا برابر ہو رہا ہے کیونکہ وہ تقوی اللہ اور خشیۃ اللہ جو خدا تعالٰے پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی انمیں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ لوگ فی الحقیقت خدا تعالٰے پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ ذٰلِکَ ذِکْرٰی مَنْ قَالَ

از عمل ثابت کن آن نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں ساز گیر
(ایڈیٹر)

اور ما سوا اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالٰی کے ساتھ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہیں حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاں ایک پیالہ پانی کا پی کر سیر ہونا ہو وہاں ایک قطرہ کہانتک مفید ہو سکتا ہے اور تشنگی کو بجہا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو وہاں ایک چاول یا ایک رتی کیا ہوگا؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر خدا تعالٰے کا مطیع اور وفادار بندہ نہیں بنتا اور کامل نیکی نہیں کرتا اسوقت تک اوسکے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے۔ ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹھوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اسلئے کمال تک تو پہنچاتا نہیں اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتے تو آخر نبی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ کچھ بھی نہیں۔

بہت سے لوگ اسطرح پر بھی گمراہ ہوئے ہیں لیکن میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے اور جس طریق پر نیکی کی راہیں بتائی ہیں اگر اوس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کر سکتا ہے جنکا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی پیروی اور کامل پیروی سے ولی قطب اور ابدال بنتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے کوئی خاص [illegible] ہے جو قرآن شریف میں نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے یہ درجے بھی حاصل ہوتے ہیں ولی یا ابدال کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کرتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا نمونہ اپنے آپ کو بناتے ہیں اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہیں جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز روزہ زکوٰۃ صدقات وغیرہ وہ بھی بجالاتے ہیں لیکن اون میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجالاتے ہیں کہ انمیں ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اسکو ادہورا اور ناقص نہیں ہونے دیتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی محنت کی ضرورت ہے اور وہ اعلی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جسکے لئے جا بجا ہدایت کی گئی ہے مگر اس کا کثرت سے [illegible] ہے۔ اسبات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکہنا منظور ہے تو ضرور ہے کہ اسکو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اس کی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے اسیطرح اللہ تعالٰے میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو اسکو چھوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مر جاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے جو زیادہ حفظ ایمان چاہتا ہے اسے چاہئے کہ زیادہ توجہ کرے۔

### اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکھنا چاہئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالٰے نے چاہا ہے کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکہا دے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے انمیں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے وہ خدا تعالٰے کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے چال چلن سے نہیں دکہاتا۔ وہ یاد رکہے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پورا کر دیگا وہ یقیناً انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا خدا تعالٰے کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تہی یعنی بنی اسرائیل جنمیں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالٰے کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھیرائے گئے تہے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ کر سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کی مصداق ہوئی خدا تعالٰے کا غضب اونپر ٹوٹ پڑا اور انکا نام بندر اور سور رکہا گیا۔ یہانتک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بہی انکو خارج کیا گیا۔ یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک سبق ہے۔ اسیطرح یہ قوم جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالٰے اسپر بڑے بڑے فضل کریگا لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالٰے سے سچی محبت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چہوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جاوے گا اور خدا تعالٰے کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھیرو۔

## امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی؟ جنمیں نبی اور رسول آتے تہے۔ لیکن کیا انکی اس اعلےٰ ذات کا کچھ بھی لحاظ خدا تعالٰے کے حضور ہوا جب اس کی حالت بدل گئی۔ انہیں کیلئے کہا ہے کہ انکا نام سور اور بندر رکہا گیا اور اسیطرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں دیکہتا ہوں کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالٰے کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات پر کچھ چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں اونہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ

اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نکر کہ میں پیغمبر خدا کی بیٹی ہوں قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے وہاں تو اعمال کام آئیں گے میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالٰے کے قرب سے زیادہ دور پہینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی یہی بات ہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شے ہے کہ وہ محروم کر دیتا

# مراسلت

## مرزا صاحب اور اُن کے ارشاد

سراج الاخبار مورخہ ۵۔ ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون کسی منصف مزاج مسلمان کی طرف سے چھپا ہے جس میں طاعون اور تسبیح کے متعلق چند اعتراض ہیں ہم اون کا جواب صرف اسلئے دیتے ہیں کہ اس مضمون کا راقم طالب حق معلوم ہوتا ہے جس کی دلیل یہہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے حتی الوسع نہایت تہذیب سے لکھا ہے۔ ورنہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت اقدس کے مقابلہ میں تہذیب سے کام لینا غالباً گناہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ انکے طرز عمل سے ثابت ہے) امید ہے وہ ایک ٹھنڈا ترس دل لیکر اس سے استفادہ کی کوشش کرینگے واللہ الموفق والمعین!

(۱) صرف ہندوستان پر ہی عذاب الٰہی کیوں نازل ہے۔ دوسرے ممالک (جہاں شراب خوری انسان پرستی زیادہ ہے) میں کیوں نہیں۔

(ا) آپ اگر اخبار دیکھنے کے عادی ہیں تو یہہ امر آپ سے مخفی نہیں رہ سکتا کہ طاعون صرف ہندوستان میں ہی نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں ایک مشہور مخالف اخبار نے ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص طاعون کے عالمگیر ہونے کا دعوے کرے تو وہ جھوٹا نہیں۔

(ب) پھر عذاب الٰہی کئی صورتوں میں نازل ہوتا ہے اگر دوسرے ممالک میں طاعون نہیں۔ تو طاعون کے قائم مقام اور بہت سی بلائیں مثل غرق۔ حرق۔ خسف وغیرہ ذلک وار دہیں۔ جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے۔ اور جسکے کان ہوں وہ سنے!!

(ج) بے شک پنجاب کے لئے خاص مہلت ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ بوجہ دور ہونے کے وہ لوگ ابھی ایک حد تک معذور سمجھے گئے ہیں۔ اور ہندوستان والے اس لئے سب سے پہلے ماخوذ ہیں کہ ان میں خدا کا فرستادہ "مدت سے آچکا ہے اور اپنے عظیم الشان نشانوں سے اپنی صداقت پر مہر لگا چکا ہے۔ پس باوجود اس بات کے کہ ہر طرح سے حجت قائم ہو چکی ہے جو لوگ شوخی و شرارت سے باز نہیں آتے وہ ضرور ماخوذ ہوتے ہیں۔

یہہ ایک موٹی سی مثال ہے کہ اپنے اقربا پر بہ نسبت دور افتادوں کے جلدی اور زیادہ افسوس آتا ہے

(د) آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت تو سارے جہان کے لئے تھی مگر عذاب الٰہی (بصورت جنگ اور قحط) کی صورت میں نازل ہوا تھا) سب سے پہلے عرب ہی ماخوذ ہوئے تھے۔

(س) حضور علیہ الصلوٰۃ نے یہہ بات بھی مختلف تحریروں میں بیان فرما دی ہے کہ عذاب صرف اختلاف مذہب سے نہیں آیا کرتا بلکہ شوخی و شرارت سے آتا ہے۔ ایسا ہی جب لوگ گناہوں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ تو جیسے ہیں رسول بھیجکر اللہ تعالےٰ اون پر حجت پوری کرتا ہے پھر عذاب نازل فرماتا ہے چنانچہ فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔

پس آپ کا یہہ خیال غلط ٹھیرا۔ کہ یورپ میں بہ سبب زیادہ دہریت یا گناہ ہے وہاں عذاب کیوں نہیں آیا قطع نظر اس سے کہ شراب خوری۔ زنا۔ فسق و فجور کی عادت بجائے خود ایک جہنمی عذاب ہے۔

(لا) ہندوستان میں اگر بعض قصبات اور دیہات وبائے طاعون سے خالی ہیں تو آپ گھبرائے نہیں اپنے اپنے وقت پر انہیں سے ہر ایک ماخوذ ہو جائے گا۔ بموجب آیت وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ اور حسب پیشگوئی سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام۔

(و) فہرست احمدی جماعت کے شائع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ احمدی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے آپ دور کیوں جاتے ہیں اپنے ضلع یا تحصیل یا شہر ہی کی طرف خیال کر کے دیکھ لیجئے۔

(ز) اسباب کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے کہ کون زیادہ گنہگار ہے۔ شوخ۔ شریر قابل اخذ ہے پھر تمہارا اعتراض بے جا ہے کہ فلاں شخص یا گروہ یا گاؤں کیوں ابھی تک ماخوذ نہیں ہوا۔ میرے دوست! کئی بھیڑوں کی شکل میں بھیڑئے ہیں۔

(ح) احمدی جماعت کے آدمی بھی طاعون سے مرتے ہیں۔ اور بے شک مرتے ہیں۔ یہہ شہید ہوتے ہیں جیسے کہ ایک ہی تلوار تھی۔ جو صحابہ کو شہید کرتی تھی اور مخالفین کو مرید بناتی تھی۔ پس یہہ فیصلہ آپ اپنی عقل خداداد سے فرما لیجئے کہ طاعون کس کی موت ہے یا شہادت۔

(ط) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھنے والا ہم اسے نہیں سمجھتے۔ جو خلیفۃ اللہ کا منکر ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف صاف فرما رہی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون سنت رسل و جماعت الناس تو یہی تھی "مرجانا" مگر یہہ اہل سنت و جماعت بھی اچھے ہیں جو خلاف سنت و جماعت چلے کو ابھی تک زندہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۲) حضور پر نور کا یہہ فقرہ "گنتی کو پورا کرنے کی فکر ڈالی گئی تو یہہ نہیں کرسکتا" آپ نے غور سے نہیں پڑھا۔ ورنہ آپ تسبیح پر اعتراض نہ کرتے حضرت اگر گنتیوں میں تعداد ہے یا سبحان اللہ و بحمدہ ۱۰۰ بار پڑھنے کا ارشاد ہے۔

(و) نماز تسبیح میں دس بار کلمہ تمجید پڑھا جاتا ہے تو یہہ گنتی ایسی گنتی نہیں جس کو گننے کی فکر حضور قلب میں خلل انداز ہو سکے۔ کیا کبھی ان مذکور بالا ارشادوں کے پورا کرنے کے لئے کسی کو تسبیح کی حاجت ہوئی ہے جو تسبیح کا ماخوذ حتی ہے۔

(ب) یہ گنتی تو شارع اسلام علیہ السلام نے وہی بتلائی ہے نظر نہیں آئی۔ مگر یاد رہے آپ کو اگر مراد سے قصیدہ غوثیہ کا چالیس بار قطب کی طرف منہ کر کے پڑھنا کس کا حکم ہے کیا باوجود اس بات کے کہ فللت نعم دینکم کی مہر لگ چکی ہے کسی صوفی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے عبادت کا طریق ایجاد کرے یا کسی وظیفہ کی خاص تعداد مقرر کرے۔ ہم پوچھتے ہیں جس صوفی نے قصیدہ غوثیہ چالیس بار پڑھنے یا کسی اسم کو اللہ بار پڑھنے کا ارشاد کیا۔ وہ کس حیثیت سے کیا ہے کیا (ج) اپنے قیاس سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسے لاقیاس فی التقدیرات مشہور مسئلہ نظر کر تقدیرات میں قیاس نہیں چل سکتا۔ یاد نہیں رہا۔ پس فرمائے اسنے کہاں سے یہہ مسئلہ استنباط کیا اگر کہو الہام الٰہی سے۔ تو آپ ہمیں مبارکباد دیجئے کہ آپ ہی کے قول سے ہمارا دعوے ثابت ہو گیا۔ عوام الناس کا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی بند ہو چکا ہے مگر آپ تو کہہ رہے ہیں وحی تشریعی و غیر تشریعی کے دونوں سلسلے جاری ہیں۔ کیونکہ دین میں کوئی خاص عبادت اور پھر اس کی تعداد مقرر کرنا صرف شریعت کا حق ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جب شریعت کا گلزار جو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو۔ آپ کی پیاس بجھانے کے لئے کافی۔ موجود ہو۔ تو اسکو چھوڑ کر محض دل کے خلاص کی طرف متوجہ ہونا حماقت یا ناقدر شناسی۔ ناسپاسی ہے یا نہیں۔ کیا نماز انسانی کمالات کے لئے کافی نہیں کیا اس سے دین و دنیا کے حاجات پورے نہیں ہوتے۔ جو دوسرے وظائف کی طرف دوڑے جاتے ہو۔ گویا آپ اپنے اس طرز عمل سے شریعت اسلامی کا نقص ثابت کر رہے ہیں۔ جو بات رسول صلعم نے مناسب نہیں فرمائی اوس پر کیوں عامل ہو گیا من احدث فی امرنا ھذا کا وعید بھولئے۔

واذکر اللہ کثیرا اس پر بھی اعتراض ہو چکا ہے اب اوس کو گنتی سے محدود کرنا اصول شریعت پر تو اور کیا ہے۔ کثیرا کہنے سے یہی مقصود تھا کہ تحدید نہ کرو ہاں حد بست کا حق صرف اللہ تعالےٰ اور اوس کے رسول مقبول کو پہنچتا ہے۔ دوسری یہہ بڑی غلطی ہے کہ اللہ کے ذکر کے یہہ معنے سمجھے جائیں ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہنا یہہ تو سفیہ نہیں حضرت اس ذکر سے یہہ مراد ہے کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ ہر منٹ یہہ خیال رکھے کہ "اللہ" ہے جب کوئی کام کرنے لگے سمجھ لے کہ آیا اسکے حکم سے کرتا ہوں یا نہیں اور یاد رکھے کہ "اللہ" ہے۔ پس وہ اس طریقہ پر چل کر کبھی گناہ پر قادر نہ ہو گا۔

(۳) ایک دانہ سے ہزاروں دانے ہوتے دیکھکر اگر آپ نے محدود نیکی کے عوض دائمی جنت ملنے کا پتہ پایا۔ تو ساتھ ہی کل شیء ھالک الا وجھہ الا ما شاء ربک ـ فعال لما یرید سبقت رحمتی علی غضبی۔ پر غور کرکے یہہ بھی سمجھ لیجئے کہ باقی عطاء غیر مجذوذ جو حدیث رسول العالمین ہے۔

(۴) اگر آپ نے یہہ فقرہ "عجز و نیاز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ نے عجب کیفیت رکھی ہے" سچے دل سے لکھا ہے تو للہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بارہ میں دعا کرنا شروع کیجئے کہ اگر یہہ امام صادق ہو تو مجھے اس کی بیعت نصیب کر۔ کل قسم کے مخالف خیالات سے پاک ہو کر۔ پھر آپ پر حق ظاہر نہ ہو جائے تو میرا ذمہ۔ اخیر میں۔ پھر آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے آپ جو یہی بنی شرعی ہونے کا دعوے مرزا صاحب کرتے ہیں وہ سجادہ نشین جو تعداد مقرر کیئے ہوئے وظیفے جنکی سنت رسول میں کوئی سند نہیں بتاتے ہیں۔

راقم۔ احمدی گجراتی

---

**سوال** | کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں: واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت اس آیت کے کیا معنی ہیں یہہ آیت قیامت کے متعلق ہے یا دنیا کے اگر اس آیت کے یہہ معنی کئے جاویں۔ اور جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کو کہ وہ کس گناہ سے ماری گئی ہیں۔ تو اس قسم کی پرسش تکلیف مالایطاق میں داخل ہے جو شان ایزدی سے بعید ہے بھلا نوزائیدہ بچہ جو شیر خوار ہوتا ہے اور تمیز جزو و شر کلام سے خارج ہوتا ہے اوس سے خداوند تعالیٰ کیوں پوچھے گا۔ اگر لیکر قیامت میں لوگوں کو زندہ در گور کردہ لڑکیوں کے بارے میں پرسش ہوگی کہ انہوں نے اون کو کیوں قتل کیا تو یہہ معنی بھی قرآن کریم کی دوسری آیات کے برخلاف ہیں کیونکہ قیامت میں مجرموں سے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی بلکہ مجرم علامت گناہ سے پہچانے جاینگے اور گرفتار ہونگے بقولہ تعالیٰ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان ـ یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ بالنواصی والاقدام یعنی قیامت میں جن اور انسانوں سے اونکے گناہ نہیں پوچھے جاینگے بلکہ گناہ گار گناہ کی علامت سے پہچانے جاویں گے اور اون کے گناہ کے بدلہ ان سے تاپا اون کی گرفت ہوگی ایک دوسری آیت میں بھی یوں آیا ہے ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون یعنی گناہ گاروں سے اونکے گناہوں کی قیامت میں پرسش نہ ہوگی بلکہ وہ علامت ذنوب سے گرفتار ہونگے۔ فرض کرو کہ مجرم کی گرفت گویا پرسش ہی میں داخل ہے مگر کیا قیامت میں یہی ایک گناہ اہل دنیا کا پیش کیا جاوے گا دنیا میں ہزاروں گناہ شرک۔ کفر۔ زنا۔ قتل۔ سرقہ۔ سازشیں وغیرہ وغیرہ واقع ہوتی ہیں کیا اون کی پرسش و گرفت نہ ہوگی کیا قوم قریش و غیرہ میں یہی ایک گناہ زیادہ ہوئی مروج تھا اور نہ تھے جو ایک ہی گناہ کی پرسش قیامت میں ہوگی۔ المختصر۔ دنیا میں گناہ بہت ہوتے ہیں تمام اوس آیت میں ایک ہی گناہ کی پرسش کا کلام بہتم بالشان کیوں ٹھیرایا ہے۔ راقم۔ از سائل یکے از ناظرین الحکم)

# استفسار اور انکے جواب

سوالات جواب طلب مرسلہ سید نواب علی شاہ صاحب حکیم از کرناہ علاقہ کشمیر

## کیا امام الہمام مہدی خلیفۃ اللہ کے متعلق آسمان سے کوئی آواز آئیگی

۱۔ عام علماء کا خیال ہے کہ جب مہدی پیدا ہوگا اُس وقت آسمان سے آواز ہوگی کہ ھذا المھدی خلیفۃ اللہ اور ابتک کوئی ایسی ندا آسمان سے نہیں آئی۔

۲۔ وآوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار و معین

بعض علما کہتے ہیں کہ اس آیت میں واقعہ صلیب سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ اور اس کی والدہ ظالموں سے بھاگ کر شام میں آگئی تھی۔

۳۔ بیوی مریم والدہ حضرت عیسیٰ کی قبر کہاں جبکہ حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے تو انکی قبر بھی وہاں ہونی چاہیے۔

۴۔ فخر بنی آدم سرور عالم حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج معہ وجود خاکی ہوا تھا یا روحانی طور پر۔

۵۔ ملا لوگ جو اسقاط مردہ لیتے ہیں یعنی مردہ کے تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ شمار کر کے اوس کے عوض قرآن شریف یا کچھ نقد جنس پس ماندگان میت سے لیتے ہیں احادیث صحیحہ اور قرآن شریف میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۔ تعویذات لکھنے اور لوگوں کو دینے کی نسبت کیا حکم ہے۔

**جواب** (۱) از آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ واضح ہو چکا ہے کہ امام الہمام مسیح موعود و مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی ہزار سال دنیا کی عمر ہوگی اور اُس وقت قیامت کبریٰ کی طرح کوئی ایسا نشان منکشف نہیں ہوگا جس سے ایمان بالغیب کی ضرورت اور غیب کا پردہ قیامت تک یوں ہی اٹھ جاوے اور ایمان رہیگا اس کا محض انکشاف خدا تعالےٰ نے نہ قبل از یں کبھی کیا اور نہ آئندہ قبل از قیامت بالکل ایسا انکشاف کرے گا جس سے ایمان بالغیب کی حالت ضائع ہو جاوے جب اس قسم کے ظاہر بظاہر پکارنے والی ندا آسمان سے ہر ایک کو سنائی جاوے تو پھر ایمان بالغیب کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ اُس وقت کسی مہدی و مسیح کی ضرورت رہتی ہے خداوند تعالےٰ متقی لوگ اُن ہی انسانوں کو فرماتا ہے جو یومنون بالغیب سے حصہ لیتے ہیں۔ پھر یاد رکھو کہ جو لوگ مسیح موعود کو آسمان سے

سامنے اترتے اور مہدی کے متعلق ظاہر بظاہر آسمانی آواز کے منتظر ہیں ان لوگوں کا ایمان اس آیت قرآنیہ کے بموجب کہاں ہے اور وہ کس زمرہ میں داخل ہوتے ہیں کیا ظہور مہدی و مسیح کے وقت یہ آیت شریف قرآن کریم سے نکالی جاویگی۔ حاشا وکلا یہ جو احادیث میں ہے کہ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ کی آواز آسمان سے آئیگی ایسی احادیث استعارات اور مجازات کے پیرایہ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

مہدی خلیفۃ اللہ کی گواہی کیلئے آسمانی آواز جیسا کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھی تو ماہ رمضان عرصہ دس سال سے یعنے ۱۳۱۱ ہجری میں آسمان ہی سے ظاہر ہو چکی ہے مگر بہروں اور گران گوشوں نے اس الٰہی آواز کو نہ سنا پیغمبر خدا صلی اللہ فرماتے ہیں۔

ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔

**ترجمہ**۔ دار قطنی نے امام محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں وہ کبھی نہیں ظاہر ہوئے یعنی کبھی کسی دوسرے کیلئے نہیں ہوئے جب زمین آسمان کو پیدا کیا اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی راتکے اول میں ہی چاند کو گرہن لگنا شروع ہوگا اور اس مہینہ کے نصف باقی میں سورج گرہن ہوگا۔ کذا رواہ البیہقی وغیرہ من الائمہ میں۔

عرصہ دس سال سے اس بات کے سب ہندو و عیسائی و مسلمان وغیرہ اس ملک گواہ ہیں کہ یہ واقع آسمان سے نرالی قسم کا ماہ رمضان میں ظاہر ہو چکا ہے دیکھو اپریل ۱۸۹۴ء کے کل ہندوستان و پنجاب کے اخبارات اس خبر کو شائع کر چکے ہیں دیکھو تیرہ سو سال پیشتر پیغمبر خدا صلعم کے ذریعہ خدائی آواز لوگوں میں مشتہر ہو چکا تھا کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان میں یہ نشان ہوگا پھر جبکہ مہدی کے وقت یہ نشان آسمان میں ظاہر ہوگیا تو اس خدائی آواز کی تصدیق میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو کہے کہ خسوف کسوف والی پیشگوئی خدائی آواز نہیں۔ اب دیکھو چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقع ماہ رمضان میں پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو چکا ہے امام آخر الزمان علیہ السلام کیلئے یہ گواہی آسمانی مقرر تھی خواہ اس کو صوت اللہ یعنے آواز خدا یا ید اللہ یعنے دست خدا کہو ہر دو یکساں ہے۔

امام آخر الزمان کی تصدیق و سچائی کیلئے زمینی آوازیں بھی بہت مدت سے متواتر ظاہر ہو رہی ہیں دیکھو تیرہ سو سال قبل از وقت جو پیشگوئی کی گئی تھی کہ مہدی کے وقت میں زمین

غیر معمولی اور سخت طاعون پھیلیگی اب وہ پیشگوئی کیسی زبردست نشانات سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اب تو مہدی کی تصدیق کیلئے زمین و آسمان پکار اٹھے ہیں ۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پے تصدیق او استادہ اند
می درخشد چوں قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنان کہ در انکار ہا افتادہ اند
این زمین کان ورز آسمانہا آید ندا
مقبلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

ظہور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض اور ظہور دجال جس کے پاس بہشت و دوزخ ہوگا اور آفتاب کا اپنی غروب کی جگہ سے طلوع کرنا وغیرہ سب استعارات و مجازات کے پیرایہ میں پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ فرض کرو کہ ان پیشگوئیوں کا ظہور اپنی اصلی شکل پر ہو جاوے تو تم ہی بتلاؤ کہ پھر اس بات کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ شکوک و شبہات لوگوں کے دلوں سے جاتے رہیں جیسا کہ قیامت کے دن حقیقت کے منکشف ہونے پر کوئی شک و شبہ نہیں رہیگا پھر جب شکوک رفع ہو جاویں اور حجاب و پردہ غیب بالکل کھل جاوے تو اس دن اور قیامت میں کون سا باقی فرق رہجاویگا۔ قرآن کریم میں تو بصراحت آچکا ہے کہ کافر قیامت تک شکوک و شبہات میں رہیں گے یہانتک کہ قیامت اچانک آ جاویگی کما قال اللہ تعالیٰ۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ثقلت فی السمٰوات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یسئلونک کانک حفی عنھا قل انما علمھا عند اللہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔

ایک اور دوسری جگہ فرمایا ولا یزال الذین کفروا فی مریۃ منہ حتی تاتیھم الساعۃ بغتۃ او یاتیھم عذاب یوم عقیم۔ ترجمہ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کب ہے ٹھہراؤ اوس گھڑی کا تو کہہ دے اُس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اوس کے وقت کو کوئی ظاہر نہیں کرتا مگر وہی بھارا ہے اوس کا آنا آسمان اور زمین پر وہ تم پر اچانک آ جاویگی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو اوس کا متلاشی ہے کہدے اس کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسری آیت۔ منکر ہمیشہ عذاب قیامت سے شک میں ہی رہیں گے یہانتک کہ وہ گھڑی اون پر اچانک آ جاویگی یا اون پر سخت دن کا عذاب آ جاویگا اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ منکر شک میں ہی رہیں گے۔ حتی کہ قیامت اچانک آ جاویگی لہذا ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں

جب ہی موافقت ہو سکتی ہے کہ احادیث کو استعارات و مجازات پر محمول کیا جاوے کیونکہ قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث محکوم ہیں۔ پس بموجب قرآن کریم و احادیث نبویہ ظہور دجال و یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ سب کچھ منصہ ظہور پر آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابوں میں ان سب کی تشریح کر دی ہے فلیطلب کتبہ من کان متعطشا للحقیقۃ

(باقی آئندہ)

## کرۂ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے

امریکہ کا ایک مشہور و معروف اشٹرونومر یعنے منجم مسٹر سی ینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اُس کا بیان ہے کہ کرۂ آفتاب کے گرداگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جس کی قوت کہربائی و حرارت میں مادہ سالبہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جس کی طرف مدام بجلیوں کی لہروں کے دریا و ندیاں بہتی رہتی ہیں جب بجلیاں اوس ہوائی کرہ میں پہونچتی ہیں تو مادہ سالبہ کے باعث آگے نہیں جاتے ہیں بلکہ اسی کرہ ہوائی میں چمکتی رہتی ہیں یہی بجلیاں ہیں جو ہوائی کرہ میں درخشان ہو کر کرہ کی شکل میں نظر آتی ہیں اور آفتاب اوس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

—ٹائمز آف انڈیا ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء

ہم کہتے ہیں قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نئی دنیا کو بذریعہ آلات جدیدہ اب مشاہدہ ہوا ہے کہ اجرام سماوی میں بھی زمین کیطرح آبادی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں تیرہ سو سال قبل ازیں خبر دی گئی ہے کہ دیگر اجرام سماوی میں بھی آبادی ہے اور ان میں ہماری زمین کیطرح آدمیوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول مامور مبعوث ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اس دعوے کو الحکم کی کسی آئندہ اشاعت میں قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مبرہن و ثابت کریں گے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)